ماہنامہ نعت لاہور
عربی ادب میں ذکرِ میلاد

ماہنامہ نعت لاہور

جلد ۴ — ستمبر ۱۹۹۱ء — شمارہ ۹

عربی ادب میں ذکرِ میلاد

(حصہ اول)

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

معاون: شہناز کوثر

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

خطاط: جمیل احمد قریشی تنویر رقم
خلیل احمد نوری

منیجر: اظہر محمود

قیمت ۱۵/ روپے (فی شمارہ)
۱۶۰/ روپے (زرِ سالانہ)

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰

(منظر رقم)

فون: 463684

حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه وآله
١٤١٠

(پروفیسر) ضیاء المصطفیٰ قصوری

ماہر مضمون عربی - پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ - لاہور

قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم
إنما بعثت معلما

الاحتفاء

بالمولد النبوي

الشريف

وزير الاعلام

فضيلة الدكتور سماحة الشيخ محمد عبده يمانى السعودى

كلما دار القمر دورته وأهلَّ شهر ربيع الأول على الكون مزهواً بليلة الثاني عشر منه؛ تعطُرت الآفاق بذكرى مولد الرسول ﷺ، وأخذ الملايين من المسلمين في كل بقاع الأرض يذكرون مولده ﷺ: يطالعون سيرة الهادي البشير ﷺ، ويتتبعون مناقبه وصفاته. إنه النبي الأمي الذي تكاملت في ذاته الإنسانية جميع الصفات الكريمة الكاملة.. والأخلاق الحميدة.. والشمائل العالية، وسمت حتى تجاوزت حدودها الذاتية. فكان المثل الأعلى، وكان كما قال فيه العليم الخبير: ﴿وإنك لَعَلى خُلُقٍ عظيم﴾ (القلم: ٤).

الدكتور محمد عبده يماني

جب تک چاند گردش کُناں رہے گا اور بارہ ۱۲ ربیع الاول کی شب مطلعِ کائنات پر
کھیلیاں کرتا رہے گا، رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلاد کے ذکر سے آفاق
معطّر کرتا رہے گا اور کروڑوں اہلِ اسلام رُوئے زمین پر جگہ جگہ میلاد کے تذکرے چھیڑ
ں گے۔ اس ہادی و بشر کی سیرتِ طیبہ کے مطالعہ سے سامانِ راحتِ قلب و جاں کریں گے۔
ب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مناقب و فضائل کا تتبع کریں گے۔ یہ وہ عظیم المرتبت
ہیں جن کی شخصیت میں انسانیت اپنے تمام تر اوصافِ حمیدہ، اخلاقِ حسنہ، شمائلِ رفیعہ،
ائلِ طیبہ کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ ان سے انسانیت پروان چڑھی، بلند ہوئی اور اپنے نقطۂ
ں کو پہنچی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اعلیٰ مثال ہیں۔ پیکرِ دلربا و دلنشیں ایسے ہیں
مصوّرِ فطرت نے انہیں "وانک لعلیٰ خلقٍ عظیم" کے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔

علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر عبدہٗ یمانی

جشنِ میلادﷺ

مطلعِ کائنات پر ہلالِ عیدِ ربیع الاوّل نمودار ہوتا ہے تو ہر طرف مسرتوں اور شادمانیوں کا سماں بندھ جاتا ہے۔ ہر طرف بہار، ہر سو چہل پہل، چمنستانِ ہستی سجا سجا اور اس کا ہر گُل نکھرا نکھرا لگتا ہے۔ فضا عطر بیزیوں سے معمور اور اہلِ جہاں شوقِ وارفتگی میں مسحور و مخمور، کائنات کا حسن چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہاں، ہاں! ساری کائنات کا حسن اور بزمِ کون و مکاں کی بہار اور دلآویزی تو اس حسنِ شہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تبسمِ دلربا کی ادنیٰ سی خیرات ہے۔ ہر طرف درود و سلام کی جانفزا صدائیں --- رَوِش رَوِش سجی سجی --- اور فضا میں --- چاندنی سی بھری ہوئی --- کیسا طرب انگیز --- نشاط افروز منظر ہے۔

ہر کوئی خوش ہے --- جُھوم رہا ہے --- خوشیاں منا رہا ہے --- محفل میلاد سجا رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز جشن منا رہی ہے --- اور ذرا بابِ فکر وا کیجیے --- یہ ہے بھی حقیقت اور اس کا حق --- ہر چیز کا حق ہے کہ وہ جھوم جھوم جائے --- ہر کسی کا حق ہے کہ وہ پھولا نہ سمائے --- خوب جشن منائے --- خوشیاں منائے --- کیوں!

اس لیے کہ اُس کا وجود تو اُس محسنِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا رہینِ منّت ہے۔ وہ جلوہ فرما ہیں تو جہاں کی چہل پہل اور رونق و بہار نظر آرہی ہے، ورنہ خیمۂ فلک و افلاک ہوتا، نہ بساطِ زمین --- نہ خوشنما پہاڑ، نہ دلربا باغات --- نہ خوش نوا پرند، نہ بے نوا چرند --- نہ غنچوں کی چٹک، نہ پھولوں کی مہک --- نہ رخشندہ آفتاب، نہ تابندہ قمر --- نہ بہتے دریا، نہ ٹھاٹھیں مارتے سمندر ---

اے اہلِ دنیا! اے زمین و زمن کی اشیا! آج تم جشن مناؤ --- خوشیاں مناؤ ---

سعادتوں اور رحمتوں سے دامن بھرلو۔۔۔ یہ خوشیوں اور مسرتوں ہی کا مہینا ہے۔ یہ فرحتوں اور شادمانیوں کے ایّامِ سعید ہیں۔ اس لیے کہ یہ ماہِ مبارک شہنشاہِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی آمد کا مہینا ہے۔۔۔ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی جلوہ گری کا مہینا ہے۔۔۔ غموں کو غلط کرنے کا مہینا ہے۔۔۔ آؤ! آؤ! اپنی رِدائے معصیت کو اس کے منزّہ انوار سے دھو کر تاباں کرلو۔ اپنے قلبِ مردہ کی مسیحائی کا سامان کرلو۔۔۔ یہ سب کچھ اسی میں ہوتا ہے۔

ذکرِ میلاد۔۔۔ جب چھڑتا ہے تو غلامانِ شہِ ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے شرف سے بہرہ اندوز ہونے کو کمالِ سعادت سمجھتے ہیں۔۔۔ اپنے اس عمل کو جانِ ایمان تصور کرتے ہیں۔۔۔ شاعرانِ عجم کے مختلف زبانوں کے ترانے تو آپ نے سنے ہی ہوں گے، ان کی نوا سنجی اور ثناگستری کی خوشبو سے آپ نے اپنے اذہان و قلوب کو معطر کیا ہی ہو گا۔۔۔ آیئے آج طُوطیانِ عرب کی بزم میں چلتے ہیں۔۔۔ ان کی میلادیہ نغمہ ریزی سے اپنے لطف کا سامان کرتے ہیں۔۔۔ اور ان کے کلام کی عطر بیزیوں سے اپنے گوشہ ہائے جسم و جان کو معنّبر کرتے ہیں۔

جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی بزمِ کائنات میں جلوہ گری، جہاں کائنات کی ہر چیز کے لیے سراپا مسرت اور مجسم شادمانی تھی، وہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطّلب کے لیے بے پناہ خوشی کا باعث بنی۔ جیسے ہی جنابِ رسولُ اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔۔۔ آپ کے دادا نے آپ کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔ خوشی خوشی خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس نعمتِ عظمیٰ۔۔۔ اور اس بے مثال عطیّے پر سراپا تشکّر بن گئے۔۔۔ وہ شہنشاہِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کو اپنے ہاتھوں میں اٹھائے جھوم رہے تھے۔۔۔ اور کہہ رہے تھے۔

الحمد لله الذی اعطانی　　　هذا الغلام الطیب الاردان

تمام تر تعریفیں اس پروردگار کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ پیکر زیبائی عطا فرمایا ہے

قد ساد فی المهد علی الغلمان　　　أعیذه بالله ذی الارکان

اس نے اسے گھوارے میں تمام بچوں سے ممتاز فرمادیا، میں اسے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتاہوں۔

أعیذه من کل ذی شنأن　　　من حاسد مضطرب العنان

میں اسے ہر بغض رکھنے والے حاسد اور تکلیف دینے والے سے (اللہ کی) پناہ میں دیتاہوں۔

ذی همة لیس له عنان　　　حتی أراه رافع اللسان

ذی ہمت ہیں ان سا کوئی نہیں، یہاں تک کہ میں انہیں زبانِ مبارک بلند لیے دیکھ رہاہوں۔

احمد مکتوبا علی اللسان[1]

زبان پر احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لکھاہوا ہے۔

---

(۱) سیرة ابن اسحق المسماة بکتاب المبتدا و المبعث و المغازی لمحمد بن اسحق بن یسار ۸۵-۵۱ ه- الرباط المغرب ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶م۔

رُوحِی الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُہٗ شَھِدَتْ ۔۔۔ بِاَنَّہٗ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِنَ الْبَشَرِ

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں ۔۔۔ کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین ہیں

عَمَّتْ فَضَائِلُہٗ کُلَّ الْعِبَادِ کَمَا ۔۔۔ عَمَّ الْبَرِیَّةَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اُنؐ کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کیلئے عام ہیں ۔۔۔ جسطرح سورج اور چاند ساری مخلوق کیلئے عام ہے

لَوْلَمْ یَکُنْ فِیْہِ اٰیَاتٌ مُّبَیِّنَةٌ ۔۔۔ کَانَتْ بَدِیْھَتُہٗ عَنِ الْخَبَرِ

اگر ان کی صداقت پر مہر ثبت کرنیوالی نشانیاں نہ ہوتیں ۔۔۔ تو خود ان کی واضح شخصیت انکی صداقت کافی تھی

(حضرت) عبداللہ بن رواحہؓ

عربی ادب میں ذکرِ میلاد

اس عالمِ رنگ و بو میں انسان کامیابی کا آرزومند ہے اور کامرانی کا خواہاں ---- وہ اس فکر میں رہتا ہے کہ اس کی دُنیوی زندگی سنور جائے، آرام و راحت سے بسر ہو جائے اور آخرت میں بھی سرفرازی حاصل ہو جائے کہ حقیقت میں آخر کی کامیابی ہی اصل ـــــــ کامیابی ہے۔

قرآن میں ارشادِ ربانی ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

"یقیناً انسان خسارے اور گھاٹے میں ہے۔"

اگر انسان دُنیاوی زندگی کو سنوارنے میں مصروف رہے۔ اس کی زیب و زینت میں لگا رہے، عیش کوشی اور آسائش و آرام میں اس طرح کھو جائے کہ عشرت و راحت کی سیاہ پٹی اُس کی آنکھوں پر بندھ جائے اور وہ آخرت سے یکسر غافل و بیگانہ ہو جائے تو ایسے ہی انسان کو تنبیہہ کی جا رہی ہے کہ وہ گھاٹے میں ہے، نقصان میں ہے۔

لیکن اگر انسان کا احساس بیدار ہو، آخرت پیشِ نظر ہو تو ایسی صورت میں وہ دنیا کی تمام آسائشوں اور آلائشوں سے کنارہ کش ہو کر آخرت کی کامیابی کے لئے جدوجہد کرے گا۔

انسان کو ہر لحظہ اور ہر آن یہ حقیقت پیشِ نظر رکھنی چاہئے کہ اس کی کامیابی دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے وابستگی میں مضمر ہے ---- اور اس وابستگی کے بے شمار تقاضے! ان میں سے ایک جذبۂ محبت ہے، اگر رسولِ خدا حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ عقیدت

ہے، محبت ہے، الفت ہے تو اس بارے میں خود اللہ تعالیٰ کے رسول محسنِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد سُنیے۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ اسے محبّت ہو گی۔ جن لوگوں کو رسولِ خدا زینتِ ارض و سماء، پیکرِ دلربا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے محبت ہو گی تو روز حشر وہ آپؐ کی معیت میں ہوں گے۔ جس قدر محبت زیادہ ہو گی، اسی قدر زیادہ قریب ہوں گے۔ جو آپؐ کی معیّت و ہمراہی میں ہوں گے، آپؐ کے ساتھ ہوں گے، بھلا محشر کی حشر سامانیاں، لرزہ خیز مناظر، دلدوز مراحل اور ہولناک اضطرابات اس کا کچھ بگاڑ سکیں گے؟ وہ ہر طرح کے خطرات سے محفوظ و مامون ہوں گے۔

رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ محبت اور الفت سے دنیا کی فانی زندگی کے تاریک گوشے بھی منور ہو جاتے ہیں اور آخرت کی باقی اور دائمی زندگی بھی تاباں۔ اس کو وہ مرتبہ اور مقام ملتا ہے کہ جس کا تصور بھی ادراک سے باہر ہے۔ خود رفاقت و قربتِ رسولِ عربیؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے بڑھ کر بھی کوئی اعزاز اور انعام و اکرام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ـــــ یہ حاصل ہو گیا تو سب کچھ حاصل ہو گیا۔

جن سعادت مندوں نے جناب رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی محبت کے گیت گائے ہیں، آپ کی عظمت کے نغمے آلاپے ہیں، آپ کی شوکت اور رفعت کے تذکرے کئے ہیں، ہفت آسمانوں کی رفعتیں ان کے تلووٴں کو چومتی نظر آتی ہیں۔

جہاں اہلِ محبت نے سراپائے اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کو نظم و نثر میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، وہاں انہوں نے آپ کی تشریف کو بھی ان دونوں صنفوں میں بیان کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

جنابِ رسولِ خدا حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا میلاد کائنات کے گوشے گوشے میں منایا گیا اور دنیا کی ہر زبان میں لکھا گیا۔ سطورِ آئندہ میں عربی ادب میں میلاد کا

تذکرہ ہوگا۔

ادب:۔ ادب کی اب تک مختلف انداز میں مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ شروع شروع میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ادب اس آمیزہ کا نام ہے جس میں زبان سے متعلقہ جملہ علوم ہوں۔ مثلاً صَرف و نحو، معانی، بیان، بدیع، لُغت و اشتقاق اور عروض و قوافی وغیرہ۔

اہل عِرب کے ایک گروہ نے یہ تعریف کی ہے کہ ادب ان تمام علوم و معارف اور جُملہ معلومات پر حاوی ہے جو انسان تعلیم و تدریس کے ذریعے حاصل کرتا ہے اور اس میں صَرف و نحو، علوم و بلاغت، شعر و نثر، امثال و حکم، تاریخ و فلسفہ، سیاسیات و اجتماعیات سب ہی شامل ہیں۔

ابن قتیبہ نے ادب الکاتب میں ادیب کے لئے ریاضیات اور دیگر صنائع جاننے کا بھی اضافہ کیا ہے۔

ادب کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معانی معیّن و محدود نہیں بلکہ اس کا اطلاق ہر اس لفظ پر ہوتا ہے جس کے ذریعے انسان اخلاق و آداب سیکھے اور اپنے نفس کو شائستہ بنا کر اعلیٰ کردار کا حامل بنے۔

صاحب "تاج العروس" ادب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اَلادَبُ فِی اللّغۃ حسن الاخلاق وفعل المکارم واطلاقہ علی علوم العربیۃ مولد حدث فی الاسلام

لُغت میں ادب، حسنِ اخلاق اور اعلیٰ افعال کی انجام دہی کو کہتے ہیں۔ اور اس کا علومِ عربیہ پر اطلاق بعد کی بات ہے۔ عہدِ اسلام میں یہ لفظ اس معنیٰ میں استعمال کیا جانے لگا۔

جب اہلِ عرب کا اہلِ عجم سے میل جول بڑھا اور اختلاط وقوع پذیر ہوا تو مسلمانوں نے اس لفظ کو اور وسیع مفہوم میں استعمال کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ لفظ "ادب" علوم و اخلاق، فنون و صنعت، طب، انجینیئرنگ، علومِ عسکریہ میں استعمال ہونے لگا۔

علامہ ابنِ خلدون اپنے مقدّمہ میں "ادب" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہ ادب سے مراد زبان کا خلاصہ اور اس کا نچوڑ ہے۔ نیز اسالیبِ عرب کے مطابق نظ
ونثر میں عمدگی پیدا کرنا ہے۔ علامہ اس ضمن میں مزید لکھتے ہیں کہ۔۔۔۔۔
عرب جب اس فن کی معیّن تعریف کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ادب عربوں ک
شاعری، ان کی تاریخ واخبار کو حفظ کرنے، نیز ہر علم میں سے کچھ حصے اخذ کرنے کا نام ہے۔ عل
سے مراد زبان سے متعلقہ علوم یا علوم شرقیہ جو قرآن وحدیث پر منحصر ہیں۔

"کشف الظنون" میں ادب کی تعریف میں لکھا ہے۔

ادب وہ علم ہے جس کے ذریعے عربی بولنے اور لکھنے میں غلطیوں سے محفوظ ر
جائے۔۔۔۔ علامہ جرجانی ادب کی تعریف میں یوں رقمطراز ہیں۔

"ادب" کا لفظ ان تمام معلومات پر بولا جاتا ہے۔ جس کے ذریعے ہر قسم کی خطا اور غلط
سے محفوظ رہا جاسکے۔

ادب کی ایک جامع تعریف یہ بھی کی گئی ہے۔

کسی زبان کے شعراء اور مصنفین کا وہ نادر کلام جس میں نازک خیالات وجذبات ک
عکاسی اور عمیق مطالب ومعانی کی ترجمانی کی گئی ہو، اس زبان کا ادب کہلاتا ہے۔

ادب کا اپنے محدود مفہوم میں شعر وسخن، نثر مرصع، حکایات ونوادر نگاری پر اطلاق
ہوتا ہے۔

شروع شروع میں یہ لفظ دستورِ حیات اور طرز زندگی اور اصلاح کے معنی میں بھ
استعمال ہوتا رہا۔ تہذیب وشائستگی، اخلاق حسنہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا رہا۔ مگر بعد میں
اس علمی مفہوم میں استعمال ہونے لگا جو کسی قوم کا سرمایہ ہوتا ہے۔

عربی ادب میں۔۔۔۔ ذکر میلاد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

جب آفتابِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طلوع ہوا تو جہاں کائنات سے ظلم
تاریکی کے بادل چھٹے، وہاں عربی ادب کے چہرے سے خیالاتِ فاسدہ کی کثافت بھی دور ہوئی
جنابِ سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے ساتھ ہی ادب

کو نئے عنوان ملے اور انوکھے موضوع ---- اچھوتے خیالات اور عمدہ طرزِ ادا ----
فصاحت کے غنچے چٹکے، بلاغت کے پھول مہکے ---- ادب کو پاکیزگی ملی، شائستگی اور نُدرت
ملی ---- نیا طریق ملا اور نئی راہ ملی ---- اور عربی ادب کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو گیا۔

قرآنِ مجید عربی ادب کا عظیم شاہکار ہے اور احادیثِ مبارکہ حسین مرقع ---- وہ
کلامِ الٰہی ہے۔ جس میں کسی کو کلام نہیں اور یہ احادیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
جو خود افصح العرب ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں ---- انا اوتیت جوامع الکلم "مجھے جامع کلمات عطا
فرمائے گئے ہیں" چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیثِ طیّبہ عربی ادب کا بیش
بہا خزینہ ہیں۔ دونوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلاد کا ذکر ہے۔

برصغیرِ پاک و ہند میں کچھ طبقات ایسے وجود میں آگئے ہیں جو سرِ عام یہی تبلیغ کرتے
پھرتے ہیں کہ میلاد منانا بدعت ہے۔ ایسے موقع پر کسی طرح کی خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا
لائقِ ستائش نہیں۔ یہ ایک نئی رسم ہے جو چند سو سالوں سے عجمیوں میں رواج پا گئی ہے،
حالانکہ قرونِ سالفہ میں اس کا وجود سرے سے نہیں۔ اس طرح کے تمام تر الزامات بے بنیاد
اور حقائق سے بعید تر ہیں۔ جب تاریخ و حقائق کے تناظُر میں اس کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا
ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا میلاد تو اسی وقت سے منایا جا رہا ہے
جب سے آپؐ کی تخلیق ہوئی ہے ---- عالمِ بالا والوں نے منایا ---- قُدسیوں نے منایا۔
جب آپ اس بزمِ کائنات میں تشریف فرما رہے، منانے والوں نے منایا ---- اور مخالفین
حسد کی آگ میں جلتے رہے۔ ہاتھ ملتے رہے۔ میلادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
صرف برّ ِصغیر میں ہی نہیں کائنات کے گوشے گوشے میں منایا جاتا ہے۔ لکھا جاتا ہے، پڑھا جاتا
ہے، سطورِ ذیل میں عربی کے اشعار بطورِ نمونہ درج کیے جاتے ہیں جو عربی ادب کا سرمایہ ہونے
کے ساتھ ساتھ عقیدتوں اور محبتوں کا ایک خوبصورت نذرانہ بھی ہے۔

جب سرورِ کون و مکان آقائے دو عالم، مونس و غمخوارِ جنّ و انساں آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو مسرت و شادمانی میں کائنات جھوم جھوم گئی۔

ہر طرف نور کی چادریں بچھ گئیں۔ صحیفۂ عالم نکھر گیا۔۔۔۔ بہار آ گئی۔۔۔۔ جنابِ عبدالمطلب خبر پاتے ہی کاشانۂ اقدس پر آئے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ہاتھوں میں لیا۔ خوشیوں اور مسرتوں کے جلو میں خانۂ کعبہ کی طرف گئے۔ اس عظیم عطیّہ پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے اور جھوم رہے تھے۔

الحمد للہ الذی اعطانی ۔۔۔ ھذا الغلام الطیّب الاردان[1]

قد ساد فی المھد علی الغلمان ۔۔۔ اعیذہ باللہ ذی الارکان[2]

کلام بدیہانہ ہے۔ بے ساختگی اور ادائیگی مفہوم کس قدر عمدہ ہے۔ اس کا اندازہ عربی دان اچھی طرح کرسکتے ہیں۔

جناب عباس بن عبدالمطلبؓ آقائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں التجا کرتے ہیں۔ حضور! اجازت ہو تو آپ کی تعریف کروں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم خوش ہو کر اجازت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں۔

وانت لما ولدت اشرقت الار ۔۔۔ ض وضاءت بنورک الافق

فنحن فی ذلک النور والضیاء ۔۔۔ وسبیل الرشاد نخترق[3]

طوطیانِ چمنستانِ عرب نے ہر دور میں جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی آمد کے نغمے گائے ہیں۔ ان کا میلاد منایا۔۔۔۔ ان کی عظمت و رفعت کے قصیدے کہے۔ جہاں سراپائے اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم میں ثنا گستر رہے وہاں ولادتِ باسعادت سے بھی اپنے کلام کی زینت و زیبائی کا سامان کیا۔۔۔۔ جو عربی ادب کی دستاویز بھی ہے اور مخالفین کے رد کا ثبوت بھی۔۔۔۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔

ـاءت امولـه الاقـاق و اتصلـت   بشـرى الـهـو اتف و الطفـل

(عبد الـلـه الشقر اطي) ٤

ـبان مـولـده عن طيبّ عنصره   يـا طيّب مبتـدع و مختتـم

(الـبوصيرى) ٥

ـيلة المولد الـذى كان للـد   ين سـرور بيومه و ازدهـاء
ـتوالت بشرى الـهو اتف انقد   ولـد الـمصطفى و حقّ الـهنـاء

(الـبرزنجي) ٦

ـدا بدر الـكمـال على الجميـع   و اشرق نور ذى حسن الـبديـع
ـضاء الـكون يزهو في ابتـهـاج   بميلاد الـمكـرم في ربيـع

ـو ترنّم الاطيار عند ظهـوره   فرحا و مال الـغصن منه بدورا
ـو اتى الـنّسيم مبشرا معطّرا   بقدوم احمـد فى الانام نذير:

(ابن الجوزى) ٧

ـصر الجهلالة في الـبلاد مخيّم   و الـعرب قد تـاهت به في فرقد
ـالظلم يعلو و الحقوق مضاعة   و الشعب لاه لايفيق و يهتـدى
ـعث الـرسول الـى الـنفوس ينيرها   و يقودها من غيّها الـمتجدّد

(محمدعلي الـعشارى) ٨

ـولد الـهـدى غمرتك بام الـقرى   نفحات ربّي نوره الوضّـاح
ـ ملائك عند الـسمو ات الـعـلا   هتفت تبشّر صوتها صـداح
ـالله اكبر قد اطل محمّـد   هو نعمة و مسرّة و فـلاح ٩

(رضا عبد الجبار الـعاني)

ـي يوم مولدك العظيم تلالات   آفاق هذا الـكون بالانـوار
ـ تقشعت سحب الظلام من الدنيا   و ازدانت الاشجار بالاثمار،

(احمد حسن الـقضاة) ١٠

ح بدا فانجابت الظلماء — و بنوره قد عمت الاضواء
تبسّم الكون الفسيح مرحبا — و بمدحه قد غرّ الشعراء
ا نداء الحق ..جآء محمد — و برکبه قد غنّت الورقاء

(السید خلیل الابوتیجی) [۱۱]

م الحبیب الذی ترجی شفاعته — من نور سنّة تزهو مراعینا
سید الخلق انّ العجز یحرمني — من عذبة القول في الذکری لراعینا

(ابراهیم عزت) [۱۲]

رحبا بالمصطفی یا مسهلا — مسهلا في مرحبا في مسهلا
جمیلا لاح في شمس العلا — نوره غطّ العلا غطّ العلا

(عثمان المرغینی) [۱۳]

جس طرح شعراء نے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی آمدِ مبارک پر اشعار میں تذکرہ کیا ہے، اسی طرح نثّاروں نے اپنی نثر نگاری میں بھی میلاد کیا ہے۔ خاص خاص رنگ میں ---- خاص خاص ڈھنگ میں ---- اپنے اپنے اسلوب میں ---- اپنے اپنے انداز میں۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولاؐ کی دھوم
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سُناتے جائیں گے

جن نثر نگاروں نے میلادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے اپنے قلم کی شوکت کا اہتمام کیا ہے۔ ان میں ملّا علی القادری، علامہ یوسف النبہانی، الامام ابو جعفر البرزنجی، علامہ ابن جوزی، السیّد محمد عثمان المرغینی، یونس الشیخ ابراہیم السامرائی، ڈاکٹر علی الجندی، السید احمد المرزوقی، محمد علی الصدیقی، الشیخ ناصر الدین الدمشقی، حافظ السخاوی، محمد بن علوی المالکی، ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی وغیرہم۔

حواشی

۱۔ تاج العروس

۲۔ المدیح النبوی ۲۶

۳۔ المدیح النبوی ۲۷

۴۔ المدیح النبوی ۲۷

۵۔ قصیدۂ بردہ

۶۔ المدیح النبوی ۲۸

۷۔ مولد العروس

۸۔ مولد العروس

۹۔ المدیح النبوی بحوالہ مجلّہ التربیہ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

۱۰۔ المدیح النبوی بحوالہ مجلّہ التربیہ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

۱۱۔ المدیح النبوی بحوالہ مجلّہ ہدی الاسلام ۱۳۹۴ھ

۱۲۔ المدیح النبوی بحوالہ رابطہ ۱۳۹۸ھ

۱۳۔ المدیح النبوی بحوالہ رابطہ ۱۳۹۸ھ

مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

امام سید جعفر بن حسن البرزنجیؒ

عربی میں لکھے جانے والے مولود ناموں میں سے ایک شہرۂ آفاق مولود ہے۔ اسے اپنے وقت کے فاضلِ کبیر اور عالمِ شہیر جناب سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم البرزنجی الشافعیؒ نے تصنیف فرمایا ہے۔ علامہ برزنجیؒ کی تصانیف کی تعداد کافی زیادہ ہے جس سے ان کی علمی عظمت کا کہکشاں جگمگ جگمگ دکھائی دیتا ہے۔ علامہ موصوف نے جو مولود تحریر فرمایا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک ایسے عاشقِ صادق ہیں جو ہر لحظہ حضوری کے کیف میں مست اور جذبۂ حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرشار رہتے ہیں۔ ان کا تحریر کردہ مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو مولد البرزنجی سے معروف ہے، میں علامہ موصوف نے جہاں فصاحت و بلاغت کے جادو جگائے ہیں، وہاں معانی و مفاہیم کے بیان کی بھی حد کردی ہے۔ عبارت مسجع و مقفیٰ ہے۔ جامع و مانع ہے، ہر جملہ عشق کی نہر کا نہایا ہوا ہے، عبارت میں نغمگی بھی ہے جس سے مولَد کا قاری بڑا کیف و سرور محسوس کرتا ہے، جھوم جھوم جاتا ہے۔

مصنف کا طرزِ نگارش عمدہ، فصیح و بلیغ، ہر قسم کے تنافر اور تعقیدات سے منزّہ ہے۔

مولد کی ابتداء درج ذیل شعر سے ہوتی ہے۔

عطّر اللھم قبرہ الکریم   بعرف شذی من صلاۃ وتسلیم

اے پروردگارِ عالم! ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبرِ انور کو درود و سلام کی مہک سے عنبریں فرمادے۔

اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس امر کا التزام کیا گیا ہے کہ ایک جملہ ۃ پر

ختم ہوتا ہے تو دوسرا رہ پر۔ مضمون بندی کرتے وقت ایسا التزام مشکل مرحلہ ہے جس سے علامہ موصوف بڑی آسانی سے گزر گئے ہیں۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب انسان پر آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی نظرِ کرم و عنایت ہو۔ مولد شریف کے متنوعانہ موضوعات ولادت باسعادت، نسبِ اطہر، بچپن نزیمہ، جوانی، نزول وحی، ہجرت مدینہ اور اس دوران پیش آنے والے واقعات، پیکرِ جمال، اسوۂ حسنہ کا بیان کرکے آخر میں بارگاہِ ایزدی التجا پیش کی گئی ہے۔

(عطِّرِ(٤) اَللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمْ * بِعَرْفٍ(٥) شَذِيٍّ(٦) مِنْ صَلاةٍ وَتَسْلِيمْ)

فَأَقُولُ هُوَ سَيِّدُنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاسْمُهُ شَيْبَةُ الْحَمْدِ حُمِدَتْ خِصالُهُ السَّنِيَّة * ابْنِ هاشِمٍ وَاسْمُهُ عَمْرٌو ابْنِ عَبْدِ مَنافٍ وَاسْمُهُ الْمُغِيرَةُ الَّذِي يَنْتَمِي الارْتِقاءُ لِعُلْياه * ابْنِ قُصَيٍّ وَاسْمُهُ مُجَمِّعٌ سُمِّيَ بِقُصَيٍّ لِتَقاصِيهِ فِي بِلادِ قُضاعَةَ الْقَصِيَّة * إِلى أَنْ أَعادَهُ اللّٰهُ تَعالى إِلى الْحَرَمِ الْمُحْتَرَمِ فَحَمى حِماه * ابْنِ كِلابٍ وَاسْمُهُ حَكِيمٌ ابْنِ مُرَّةَ ابْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غالِبِ بْنِ فِهْرٍ(٧) وَاسْمُهُ قُرَيْشٌ(٨) وَإِلَيْهِ تُنْسَبُ الْبُطُونُ الْقُرَشِيَّة * وَما فَوْقَهُ كِنانِيٌّ كَما جَنَحَ إِلَيْهِ الْكَثِيرُ وَارْتَضاه * ابْنِ مالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْياسَ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ أَهْدَى الْبُدْنَ(٩) إِلى الرِّحابِ الْحَرَمِيَّة ،

(٥) بعرف أي ريح طيبة (٦) شذي أي قوي الرائحة (٧) فهر منقول من اسم الحجر الطويل وقيل الأملس (٨) قريش منقول من مصغر قرش دابـة عظيمة في البحر (٩) البُدنَ بضم الموحدة وسكون الدال المهملة جمع بُدنة وهي البعير ذكراً كان أو أنثى

وَسُمِعَ في صُلبِهِ النَّبيُّ ﷺ ذِكرَ اللهِ تعالى وَلَبَّاه * ابْنِ مُضَرِ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِ(١) ابْنِ عَدْنانَ وَهذا سِلكٌ نظَّمَتْ(٢) فرائِدَهُ بَنانُ السُّنَّةِ السَّنِيَّة * وَرَفْعُهُ إلى الخَليلِ إبْراهِيمَ عَلَيهِ السَّلامُ أَمسَكَ عنهُ الشَّارِعُ وَأَباه * وعَدْنانُ بِلا رَيْبٍ عِندَ ذَوِي العُلُومِ النَّسَبِيَّة * إلى الذَّبيحِ(٣) إسماعِيلَ نِسْبَتُهُ ومُنْتَماهُ(٤) * فَأَعْظِمْ بِهِ مِنْ عِقْدٍ(٥) تَأَلَّقَتْ(٦) كَواكِبُهُ الدُّرِّيَّة * وكَيفَ لا والسَّيِّدُ الأَكْرَمُ ﷺ واسِطَتُهُ المُنْتَقاه(٧)

نَسَبٌ تَحْسِبُ العُلا بِحُلاهُ * قَلَّدَتْها نُجُومَها الجَوزاءُ

حَبَّذا عِقْدُ سُؤدَدٍ(٨) وفَخارٍ * أَنتَ فِيهِ اليَتِيمَةُ العَصْماءُ

وَأَكْرِمْ بِهِ مِنْ نَسَبٍ طَهَّرَهُ اللهُ تعالى مِنْ سِفاحِ الجاهِلِيَّة * أَوْرَدَ الزَّينُ العِراقِيُّ(٩) وارِدَهُ في مَوْرِدِهِ(١٠) الهَنِيِّ وَرَواه

حَفِظَ الإِلهُ كَرامَةً لِمُحَمَّدٍ * آباءَهُ الأَمْجادَ صَوْناً لاسْمِهِ

تَرَكُوا السِّفاحَ فَلَمْ يُصِبْهُمْ عارُهُ * مِنْ آدَمٍ وإلى أَبِيهِ وأُمِّهِ

(١) ابن معد بفتح الميم والعين (٢) نظمت بتشديد الظاء أي ألفت والفرائد الجواهر النفيسة الثمينة الواحدة فريدة وبنان أصابع والسنة السنية الطريقة النيرة المضيئة (٣) الذبيح المذبوح أمراً لا فعلاً (٤) الانتماء الانتساب (٥) العقد القلادة (٦) تألقت أضاءت واستنارت (٧) المنتقاة المختارة المصطفاة (٨) سؤدد سيادة (٩) الزين العراقي الكردي الأصل ثم المصري (١٠) مورده أي كتابه المسمى بالمورد الهني

سَرَاةُ[١] سَرَى نُورُ النُّبُوَّةِ فِي أَسَارِيرِ[٢] غُرَرِهِمُ الْبَهِيَّةِ * وَبَدَرَ بَدْرُهُ فِي جَبِينِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنِهِ عَبْدِ اللهِ

****

(عَطِّرِ اللَّهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمْ * بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمْ)

وَلَمَّا أَرَادَ إِبْرَازَ حَقِيقَتِهِ الْمُحَمَّدِيَّةِ * وَإِظْهَارَهُ جِسْمًا وَرُوحًا بِصُورَتِهِ وَمَعْنَاه * نَقَلَهُ إِلَى مَقَرِّهِ مِنْ صَدَفَةِ آمِنَةَ الزُّهْرِيَّةِ ، وَخَصَّهَا الْقَرِيبُ الْمُجِيبُ بِأَنْ تَكُونَ أُمًّا لِمُصْطَفَاه * وَنُودِيَ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ بِحَمْلِهَا لِأَنْوَارِهِ الذَّاتِيَّة * وَصَبَا[٤] كُلُّ صَبٍّ لِهُبُوبِ[٥] صَبَاه[٦] * وَكُسِيَتِ الْأَرْضُ بَعْدَ طُولِ جَدْبِهَا[٧] مِنَ النَّبَاتِ حُلَلًا سُنْدُسِيَّةً[٨] * وَأَيْنَعَتِ[٩] الثِّمَارُ وَأَدْنَى الشَّجَرُ لِلْجَانِي جَنَاه * وَنَطَقَتْ بِحَمْلِهِ كُلُّ دَابَّةٍ لِقُرَيْشٍ بِفِصَاحِ الْأَلْسُنِ الْعَرَبِيَّةِ * وَخَرَّتِ الْأَسِرَّةُ[١٠] وَالْأَصْنَامُ عَلَى الْوُجُوهِ وَالْأَفْوَاهْ * وَتَبَاشَرَتْ وُحُوشُ الْمَشَارِقِ

---

(١) سراة جمع سري بمعنى رائس (٢) والاسارير هي خطوط الجبهة التي تجتمع وتتكسر (٣) وبدر أي ظهر ظهور البدر للأبصار (٤) وصبا كل صب أي مال كل عاشق (٥) لهبوب بالضم ويصح بالفتح (٦) الصبا بفتح الصاد الريح الطيبة التي تهب من شرق الأفق (٧) الجدب القحط والحلة ثوبان من جنس واحد والمراد به نبات الأرض ببركته صلى الله عليه وسلم (٨) السندس ضرب من رقيق الديباج (٩) اينع أدرك الجني للجاني (١٠) الأسِرَّة جمع سرير .

وَٱلْمَغَارِبِ وَدَوَابُّهَا ٱلْبَحْرِيَّة * وَٱحْتَسَتِ (١) ٱلْعَوَالِمُ مِنَ ٱلسُّرُورِ كَأْسَ حُمَيَّاه (٢) وَبَشَّرَتِ ٱلْجِنُّ بِإِظْلَالِ زَمَنِهِ وَٱنْتَهَكَتِ (٣) ٱلْكَهَانَةُ وَرَهِبَتِ (٤) ٱلرَّهْبَانِيَّة * وَلَهِجَ (٥) بِخَبَرِهِ كُلُّ حَبْرٍ خَبِيرٍ وَفِي حِلَا (٦) حُسْنِهِ تَاه * وَأُتِيَتْ أُمُّهُ (٧) فِي ٱلْمَنَامِ فَقِيلَ لَهَا إِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ ٱلْعَالَمِينَ وَخَيْرِ ٱلْبَرِيَّة * فَسَمِّيهِ إِذَا وَضَعْتِيهِ مُحَمَّداً فَإِنَّهُ سَتُحْمَدُ (٨) عُقْبَاه

****

(عَطِّرِ ٱللَّهُمَّ قَبْرَهُ ٱلْكَرِيمْ * بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمْ)

وَلَمَّا تَمَّ مِنْ حَمْلِهِ شَهْرَانِ عَلَى مَشْهُورِ ٱلْأَقْوَالِ ٱلْمَرْوِيَّة * تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ ٱلْمُنَوَّرَةِ أَبُوهُ عَبْدُ ٱللهِ * وَكَانَ قَدِ ٱجْتَازَ (٩) بِأَخْوَالِهِ بَنِي عَدِيٍّ مِنَ ٱلطَّائِفَةِ (١٠) ٱلنَّجَّارِيَّة * وَمَكَثَ فِيهِمْ (١١) شَهْراً سَقِيماً يُعَانُونَ (١٢) سُقْمَهُ (١٣) وَشَكْوَاه * وَلَمَّا تَمَّ مِنْ حَمْلِهِ عَلَى ٱلرَّاجِحِ تِسْعَةُ أَشْهُرٍ

---

(١) احتست شربت والعوالم بكسر اللام جمع عالم بفتحها ما سوى الله تعالى (٢) حمياه شدة السرور (٣) وانتهكت الكهانة بفتح الكاف الاخبار بالأمور الخفية (٤) ورهبت بفتح الراء وكسر الهاء أي خافت (٥) لهج تحدث بكسر الهاء والحبر العالم جمعه أحبار (٦) حلا بكسر الحاء أفصح من ضمها جمع حلية كلحية تاه من التيه أي تحير (٧) وأتيت أي أتاها آت بين النوم واليقظة (٨) ستحمد أي ستشكر عاقبته عند جميع الخلق (٩) اجتاز أي مر (١٠) الطائفة النجارية المنسوبة الى تيم النجار (١١) مكث لبث وأقام (١٢) يعانون يقاسون (١٣) السقم بضم السين وسكون القاف وفتحها المرض

قمرية * وآن للزمان أن ينجلي[٢] عنه صداه[٣] حضر أمه ليلة
مولده الشريف آسية ومريم في نسوة من الحظيرة[٤] القدسية[٥] *
وأخذها المخاض[٦] فولدته صلى الله عليه وسلم نوراً يتلألأ[٧] سناه
ومحيا[٨] كالشمس منك مضيء * أسفرت[٩] عنه ليلة غراء[١٠]
ليلة المولد الذي كان للدين سرور بيومه وازدهاء[١١]
مولد كان منه في طالع الكفر وبال[١٢] عليهم ووباء[١٣]
يوم نالت ابنة وهب * من فخار[١٤] ما لم تنله النساء
وأتت قومها بأفضل مما * حملت قبل مريم العذراء
وتوالت بشرى الهواتف[١٥] أن قد * ولد المصطفى وحق[١٦] الهناء

هذا وقد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف أئمة ذوو
رواية وروية[١٧] * فطوبى[١٨] لمن كان تعظيمه صلى الله عليه وسلم
غاية مرامه[١٩] ومرماه[٢٠]

(١) آن حان وقرب (٢) ينجلي ينكشف (٣) الصدى العطش (٤) الحظيرة من أسماء الجنة (٥) القدسية المطهرة (٦) المخاض بفتح الميم وكسرها تحرك الولد في البطن للخروج (٧) يتلألأ سناه يلمع ضوءه (٨) المحيا الوجه (٩) أسفرت أشرقت (١٠) غراء بيضاء منيرة (١١) ازدهاء زيادة ونماء (١٢) وبال هم وغم عظيم (١٣) ووباء المرض العام الشديد (١٤) الفخار بفتح الفاء التمدح بالخصال العلية والشيم المرضية (١٥) الهاتف ما يسمع صوته (١٦) وحق الهناء بفتح الحاء أي ثبت الفرح والسرور (١٧) وروية أي فكر وتدبر ونظر وتأمل (١٨) طوبى اسم الجنة أو شجرة فيها أي فالجنة حاصلة (١٩) المرام بفتح الميم الطلب (٢٠) والمرمى ما يقصد بالرمي.

(عطِّرِ اللَّهُمَّ قبرَهُ الكريمْ * بعَرفٍ شَذيٍّ مِنْ صَلاةٍ وتَسْلِيمْ)

وبرز[١] صَلَّى اللهُ عَليهِ وسَلَّمْ واضِعاً يديهِ عَلَى الأَرْضِ رافِعاً رأسهُ إلى السَّماءِ العَلِيَّة * مُومِياً[٢] بذلِكَ الرَّفْعِ إلى سُؤدَدِهِ وعُلاهُ * ومُشيراً إلى رِفعةِ[٣] قَدرِهِ عَلَى سائِرِ البَرِيَّةِ[٤] وأَنَّهُ الحَبيبُ الَّذي حَسُنَتْ طِباعُهُ وسَجاياهُ[٥] * ودعت[٦] أُمُّهُ عَبْدَ المُطَّلِبِ وَهُوَ يَطُوفُ بِهاتِيكَ البَنِيَّةِ[٧] فأقبلَ مُسرِعاً ونَظَرَ إليهِ وبلغَ مِنَ السُّرُورِ مُناهُ * وأَدخَلَهُ الكَعبَةَ الغَرَّاءَ[٨] وقامَ يدعُو بخُلوصِ النِّيَّة * ويَشكُرُ اللهَ تعالى عَلى ما مَنَّ بهِ عليهِ وأَعطاهُ * وَوُلِدَ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وسَلَّمْ نَظِيفاً مَختُوناً مَقطُوعَ السُّرِّ[٩] بِيَدِ القُدرَةِ الإلٰهِيَّةِ * طَيِّباً[١٠] دَهِيناً مَكحُولَةً بِكُحْلِ العِنايَةِ عَيناهُ * وقِيلَ خَتَنَهُ جَدُّهُ بَعْدَ سَبْعِ لَيالٍ سَوِيَّة * وأَوْلَمَ[١١] وأَطعَمَ وسَمَّاهُ مُحَمَّداً وأَكرَمَ مَثْواهُ[١٢]

****

(عطِّرِ اللَّهُمَّ قبرَهُ الكريمْ * بعَرفٍ شَذيٍّ مِنْ صَلاةٍ وتَسْلِيمْ)

وظَهَرَ عِندَ وِلادَتِهِ خَوارِقُ[١٣] وغَرائِبُ غَيبِيَّة * إرهاصاً[١٤]

---

(١) وبرز أي ظهر في الوجود (٢) مومياً أي مشيراً (٣) رفعة أي ارتفاع (٤) البرية الخلق (٥) السجية الطبيعة (٦) ودعت أي أرسلت (٧) البنية الكعبة المبنية بأمر الله للملائكة فمن بعدهم من عمارها (٨) الغراء النيرة الارجاء (٩) السر هو ما تقطعه القابلة من سرة الصبي (١٠) طيباً أي يسطع ريحه كالمسك الاذفر (١١) أولم صنع وليمة لمن حضره (١٢) مثواه مقامه (١٣) خوارق هي ما خالفت المعتاد (١٤) الارهاص التمهيد والتأسيس.

لِنُبُوَّتِهِ وإعلاماً بأنهُ مُختارُ اللهِ ومُجتباه * فزيدتْ السَّماءُ حِفظاً ورُدَّ عَنها المَرَدَةُ[١] وذوو النفوسِ الشَّيطانيَّة * ورَجَمتْ[٢] رُجومُ النَّيِّراتِ كُلَّ رَجيمٍ في حالِ مَرقَاه وتَدلَّتْ[٣] إليهِ صَلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ الأنجمُ الزُّهرِيَّةُ[٤] * واستنارتْ بِنورِها وِهادُ[٥] الحَرَمِ ورُباهُ * وخرجَ مَعهُ صَلَّى اللهُ عليهِ وسَلَّمَ نورٌ أضاءتْ لهُ قُصورُ الشَّامِ القيصَرِيَّة * فرآها مِنْ بِطاحِ[٦] مَكَّةَ دارُهُ ومَغناهُ[٧] * وانصَدَعَ[٨] الإيوانُ[٩] بالمَدائِنِ الكِسرَوِيَّةِ[١٠] الَّذي رَفعَ أنو شَروانَ[١١] سَمْكَهُ وسَوَّاهُ * وسَقَطَ أربعُ وعَشرٌ مِنْ شُرُفاتِهِ[١٢] العُلوِيَّة * وكُسِرَ مُلكُ كِسرَى لِهَولِ ما أصابَهُ وعَراهُ * وخَمَدَتِ[١٣] النِّيرانُ المَعبودةُ بالمَمالِكِ الفارِسيَّة * لِطُلوعِ بَدرِهِ المُنيرِ وإشراقِ[١٤] مُحيَّاهُ * وغاضَتْ[١٥] بُحَيرَةُ ساوَةَ[١٦] وكانَتْ بَينَ هَمذانَ وقُمٍّ[١٧] مِنَ البِلادِ

(١) المردة العتاة من الجن (٢) رجمت أصابت والنيرات النجوم والمرقى الصعود (٣) تدلت أي دنت وقربت (٤) الزهرية أي النيرة (٥) الوهاد ما انخفض والربا جمع ربوة ما ارتفع من الأرض (٦) بطاح مكة المسيل للماء يشتمل على دقاق الحصى (٧) المغنى المنزل (٨) انصدع بمعنى انشق (٩) الايوان البيت الذي يبنى طولا غير مسدود الوجه (١٠) الكسروية نسبة الى كسرى (١١) أنو شروان بفتح الشين ملك عادل (١٢) شرفاته الطاقات على وزن غرفات بضم الشين والراء (١٣) خمدت بفتح الميم وكسرها والفتح أفصح وأشهر (١٤) اشراق محياه اضاءة وجهه الشريف (١٥) غاضت في الأرض (١٦) ساوة عين ماء بخراسان من بلاد العجم وهمذان بالذال المعجمة وفتح الميم بلدة بها (١٧) وقم بسكون الميم مدينة ببلاد العجم .

الْعَجَمِيَّةِ * وَجَفَّتْ إِذَا كَفَّ وَاكِفُ(١) مَوْجِهَا اَلثَّجَاجِ يَنَابِيعُ هَاتِيكَ الْمِيَاهِ * وَغَاضَ وَادِي(٢) سَمَاوَةَ وَهِيَ مَفَازَةٌ فِي فَلَاةٍ وَبَرِّيَّةٍ * لَمْ يَكُنْ بِهَا قَبْلُ مَاءٌ يَنْقَعُ لِلظَّمْآنِ اللَّهَاةَ(٣) * وَكَانَ مَوْلِدُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَوْضِعِ بِالْعِرَاصِ(٤) الْمَكِّيَّةِ * وَالْبَلَدِ الَّذِي لَا يُعْضَدُ(٥) شَجَرُهُ وَلَا يُخْتَلَى(٦) خَلَاهُ * وَاخْتُلِفَ فِي عَامِ وِلَادَتِهِ ﷺ وَفِي شَهْرِهَا وَفِي يَوْمِهَا عَلَى أَقْوَالٍ لِلْعُلَمَاءِ مَرْوِيَّةٍ * وَالرَّاجِحُ أَنَّهَا بُعَيْدَ(٧) فَجْرِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ ثَانِي عَشَرَ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ مِنْ عَامِ الْفِيلِ الَّذِي صَدَّهُ(٨) اللَّهُ عَنِ الْحَرَمِ وَحَمَاهُ *

❋❋❋❋

(عَطِّرِ اللَّهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمْ * بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمْ)

وَأَرْضَعَتْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمُّهُ أَيَّامًا ثُمَّ أَرْضَعَتْهُ ثُوَيْبَةُ(٩) الْأَسْلَمِيَّةُ * الَّتِي أَعْتَقَهَا أَبُو لَهَبٍ حِينَ وَافَتْهُ عِنْدَ مِيلَادِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِبُشْرَاهُ * فَأَرْضَعَتْهُ مَعَ ابْنِهَا مَسْرُوحٍ وَأَبِي سَلَمَةَ وَهِيَ بِهِ

(١) الواكف بكسر الكاف مفعول كف والثجاج السيال والينابيع جمع ينبوع فاعل كف (٢) وادي سماوة بأرض متسعة مفازة مهلكة (٣) اللهاة بفتح اللام اللحمة المشرفة على الحلق في أقصى سقف الفم (٤) العراص المواضع التي وسعت ولا ماء بها (٥) لا يعضد لا يقطع (٦) ولا يختلي لا يقطع والخلا النبات الرقيق ما دام رطباً (٧) قبيل تصغير قبل وفي نسخة بعيد تصغير بعد (٨) صده وحماه منعه وحفظه (٩) ثويبة امرأة من بني أسلم جارية أبي لهب

حَفِيَّةً[١] وَأَرْضَعَتْ قَبْلَهُ حَمْزَةَ ٱلَّذِي حُمِدَ فِي نُصْرَةِ ٱلدِّينِ سُرَاهُ[٢] وكَانَ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ إِلَيْهَا مِنَ ٱلْمَدِينَةِ بِصِلَةٍ[٣] وكِسْوَةٍ هِيَ بِهَا حَرِيَّةٌ[٤] * إِلَى أَنْ أَوْرَدَ[٥] هَيْكَلَهَا رَائِدُ[٦] ٱلْمَنُونِ ٱلضَّرِيحِ[٧] * ووَارَاهُ[٨] قِيلَ عَلَى دِينِ قَوْمِهَا ٱلْفِئَةِ ٱلْجَاهِلِيَّةِ * وقِيلَ أَسْلَمَتْ أَثْبَتَ ٱلْخِلَافَ ٱبْنُ مُنْدَهْ[٩] وَحَكَاه * ثُمَّ أَرْضَعَتْهُ ٱلْفَتَاةُ حَلِيمَةُ ٱلسَّعْدِيَّةُ[١٠] * وكَانَ قَدْ رَدَّ كُلٌّ مِنَ ٱلْقَوْمِ ثَدْيَهَا لِفَقْرِهَا وَأَبَاهُ * فَأَخْصَبَ[١١] عَيْشَهَا بَعْدَ ٱلْمَحْلِ قَبْلَ ٱلْعَشِيَّةِ * وَدَرَّ[١٢] ثَدْيَاهَا بِدُرٍّ دَرٍّ لَبَنَهُ[١٣] ٱلْيَمِينُ مِنْهُمَا وَلَبَنُ ٱلْآخَرِ أَخَاهُ * وَأَصْبَحَتْ بَعْدَ ٱلْهُزَالِ[١٤] وٱلْفَقْرِ غَنِيَّةً * وَسَمِنَتِ ٱلشَّارِفُ[١٥] لَدَيْهَا وٱلشِّيَاهُ[١٦] * وٱنْجَابَ[١٧] عَنْ جَانِبِهَا كُلُّ مُلِمَّةٍ[١٨] وَرَزِيَّةٍ[١٩]

(١) حفية أي مبالغة في اكرامه مظهرة للسرور والفرح به . وكان أبو لهب أعتقها لما جاءت تبشره بولادته صلى الله عليه وسلم (٢) سراه أي مسراه (٣) الصلة العطية (٤) حرية جديرة وحقيقة (٥) أورد هيكلها لمخل جثها (٦) الرائد المرسل في طلب الكلأ استعاره للمنون وهو الموت (٧) للضريح القبر (٨) وواراه غطاه وستره (٩) ابن منده بضم الميم آخره هاء ساكنة (١٠) السعدية نسبة الى سعد بن أبي بكر جدها السابع (١١) أخصب عيشها قوتها بعد المحل أي القحط وضيق العيش وذلك من يوم أخذته معها ببركته صلى الله عليه وسلم (١٢) در سال بدر در أي لبن كالدر في صفاء البياض (١٣) لبنه اليمين أي سقاه والهمزة في ألبنه تحريف اذ لا يتأتى مزيده هنا (١٤) الهزال بضم الهاء هو الضعف الحاصل لها من الفاقة والجوع (١٥) الشارف الناقة الهرمة المسنة (١٦) الشياه تطلق على كلا نوعي الغنم من الضأن والمعز ذكوراً واناثا (١٧) وانجاب زال وانقطع (١٨) الملمة نازلة من نوازل الدنيا (١٩) والرزية الداهية.

وَطرَّزَ[١] ٱلسَّعْدُ بُرْدَ[٢] عَيْشِها ٱلْهَنِيِّ وَوَشَّاهُ[٣] *

****

(عَطِّرِ ٱللّٰهُمَّ قَبْرَهُ ٱلْكَرِيمْ * بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلاَةٍ وَتَسْلِيمْ)

وكَانَ يَشِبُّ[٤] فِي ٱلْيَوْمِ شَبابَ ٱلصَّبِيِّ فِي ٱلشَّهْرِ بِعِنَايَةٍ رَبَّانِيَّة * فَقامَ عَلَىٰ قَدَمَيْهِ فِي ثَلاَثٍ وَمَشَى فِي خَمْسٍ وقَوِيَتْهُ فِي تِسْعٍ مِنَ ٱلشُّهُورِ بِفَصِيحِ[٥] ٱلنُّطْقِ قُواه * وَشَقَّ ٱلْمَلَكَانِ صَدْرَهُ ٱلشَّرِيفِ لَدَيْها وأَخْرَجا مِنْهُ عَلَقَةً[٦] دَمَوِيَّةً * وأَزَالاَ مِنْهُ حَظَّ[٧] ٱلشَّيْطَانِ وَبِالثَّلْجِ غَسَلاَهُ * وَمَلآهُ حِكْمَةً[٨] وَمَعَانِيَ إِيمَانِيَّةً * ثُمَّ خَاطَاهُ[٩] وَبِخَاتَمِ ٱلنُّبُوَّةِ خَتَمَاهُ * وَوَزَنَاهُ[١٠] فَرَجَحَ بِأَلْفٍ مِنَ أُمَّتِهِ أُمَّةِ ٱلْخَيْرِيَّة * وَنَشَأَ[١١] ﷺ عَلَىٰ أَكْمَلِ ٱلأَوْصَافِ مِنْ حَالِ صِبَاه[١٢] ثُمَّ رَدَّتْهُ إِلَىٰ أُمِّهِ وهِيَ بِهِ غَيْرُ سَخِيَّةٍ[١٣] * حَذَراً[١٤] مِنْ أَنْ يُصَابَ بِمُصَابِ حَادِثٍ تَخْشَاهُ * وَوَفَدَتْ[١٥] عَلَيْهِ حَلِيمَةُ فِي أَيَّامِ خَدِيجَة

(١) وطرز أي زين (٢) البرد نوع من الاكسية ملفق من شقتين (٣) ووشاه نقشه وحسنه (٤) يشب يزيد وينمو (٥) فصيح النطق الكلام قواه أي قوته (٦) علقة بحركة الثلاثة سوداء دموية أي منسوبة للدم (٧) حظ الشيطان نصيبه ومحل وسوسته وهو تلك العلقة (٨) الحكمة هنا العلم والمعرفة والنبوة (٩) خاطاه أي صدره الشريف خياطة معنوية والخاتم هنا بفتح التاء (١٠) ووزناه أي وزنا اعتباريا أي اعتبرا فضله وشرفه صلى الله عليه وسلم (١١) نشأ تجدد وحدث وكبر (١٢) صباه أي نشأته (١٣) غير سخية أي لم تكد تسمح نفسها به وتفارقه (١٤) حذراً خوفاً من أن يصيبه أمر (١٥) وفدت أي قدمت

اَلسَّيِّدَةِ اَلرَّضِيَّةِ(١) * فَحَيَاهَا(٢) مِنْ حِبَائِهِ اَلْوَافِرِ بِحَيَاه(٣) * وَقَدِمَتْ عَلَيْهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَامَ إِلَيْهَا وَأَخَذَتْهُ اَلْأَرْيَحِيَّةُ(٤) وَبَسَطَ لَهَا مِنْ رِدَائِهِ اَلشَّرِيفِ بِسَاطَ بِرِّهِ(٥) وَنَدَاه * وَالصَّحِيحُ أَنَّهَا أَسْلَمَتْ مَعَ زَوْجِهَا وَالْبَنِينَ وَالذُّرِّيَّة * وَقَدْ عَدَّهَا فِي اَلصَّحَابَةِ جَمْعٌ مِنْ ثِقَاتِ(٦) الرُّوَاه(٧) *

****

(عَطِّرِ اَللَّهُمَّ قَبْرَهُ اَلْكَرِيمْ * بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمْ)

وَلَمَّا بَلَغَ ﷺ أَرْبَعَ سِنِينَ خَرَجَتْ بِهِ أُمُّهُ إِلَى اَلْمَدِينَةِ اَلنَّبَوِيَّة * ثُمَّ عَادَتْ فَوَافَتْهَا بِالْأَبْوَاءِ(٨) أَوْ بِشِعْبِ(٩) اَلْحَجُونِ اَلْوَفَاه * وَحَمَلَتْهُ حَاضِنَتُهُ أُمُّ أَيْمَنَ(١٠) اَلْحَبَشِيَّةُ * اَلَّتِي زَوَّجَهَا بَعْدُ مِنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَاه * وَأَدْخَلَتْهُ عَلَى عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَرَقَّ(١١) لَهُ وَأَعْلَى رُقِيَّه * وَقَالَ إِنَّ لِابْنِي هَذَا لَشَأْنًا(١٢) عَظِيمًا

(١) الرضية وفي نسخة الوضية من الوضاءة وهي الحسن (٢) فحياها من حبائه أي من عطائه (٣) بحياه أي المطر شبه العطاء بالمطر اذا نزل على الأرض المجدبة حصل به غاية الحياة (٤) الاريحية الطرب والفرح والنشاط (٥) بره احسانه ونداه كرمه (٦) الثقات بكسر المثلثة الموثوق بعد التهم (٧) والرواة جمع راو (٨) الابواء موضع بين مكة والمدينة (٩) شعب الحجون بفتح الحاء جبل بمعلا مكة وحاضنته مربيته وحافظته (١٠) أم أيمن اسمها بركة بنت ثعلبة (١١) رق له من الرقة والعطف وحن عليه واعلى رقيه أي منزلته ومكانته (١٢) لشأنا حالا فخما جليلا

فَبَخٍ(١) بَخٍ لِمَنْ وَقَّرَهُ(٢) وَوالاَهُ(٣) وَلَمْ تَشْكُ فِي صِباهُ جُوعاً وَلاَ عَطَشاً قَطُّ نَفْسُهُ الأَبِيَّةُ(٤) * وَكَثِيراً مَا غَدَا(٥) فَاغْتَذَى مَاءَ زَمْزَمَ فَكَفَاهُ * وَلَمَّا أُنِيخَتْ(٦) بِفِنَاءِ جَدِّهِ عَبْدِ ٱلْمُطَّلِبِ مَطَايَا ٱلْمَنِيَّةِ * كَفَلَهُ(٧) عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ شَقِيقُ أَبِيهِ عَبْدِ ٱللَّهِ * فَقَامَ بِكَفَالَتِهِ بِعَزْمٍ(٨) قَوِيٍّ وَهِمَّةٍ وَحَمِيَّةٍ(٩) * وَقَدَّمَهُ(١٠) عَلَى ٱلنَّفْسِ وَٱلْبَنِينَ وَرَبَّاهُ(١١) * وَلَمَّا بَلَغَ ﷺ ٱثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً رَحَلَ بِهِ عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ إِلَى ٱلْبِلاَدِ ٱلشَّامِيَّةِ * وَعَرَفَهُ ٱلرَّاهِبُ(١٢) بَحِيرَا(١٣) بِمَا حَازَهُ مِنْ وَصْفِ ٱلنُّبُوَّةِ وَحَوَاهُ * وَقَالَ إِنِّي أَرَاهُ سَيِّدَ ٱلْعَالَمِينَ وَرَسُولَ ٱللَّهِ وَنَبِيَّهُ * قَدْ سَجَدَ لَهُ ٱلشَّجَرُ وَٱلْحَجَرُ وَلاَ يَسْجُدَانِ إِلاَّ لِنَبِيٍّ أَوَّاهٍ(١٤) وَإِنَّا نَجِدُ نَعْتَهُ فِي ٱلْكُتُبِ ٱلْقَدِيمَةِ ٱلسَّمَاوِيَّةِ * وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ ٱلنُّبُوَّةِ قَدْ عَمَّهُ ٱلنُّورُ وَعَلاَهُ * وَأَمَرَ عَمَّهُ بِرَدِّهِ إِلَى مَكَّةَ تَخَوُّفاً(١٥) عَلَيْهِ مِنْ أَهْلِ دِينِ

(١) فبخ بخ بالتشديد وترك (٢) وقره عظمه (٣) ووالاه آمن به واتخذه ولياً (٤) الابية أي الممتنعة مما لا يليق بمنصبه العظيم (٥) غدا أصبح فاغتذى بنية الشبع ماء زمزم فكان طعامه وشرابه صلى الله عليه وسلم (٦) أنيخت بركت والفناء بكسر الفاء رحبة الدار (٧) كفله احتضنه وأخذه (٨) بعزم تصميم على كفالته (٩) وحمية حماية بالغة عظيمة (١٠) وقدمه آثره على نفسه (١١) ورباه تربية بالغة ودافع عنه (١٢) الراهب الزاهد في المآكل والمشرب لشدة رهبته أي خوفه (١٣) بحيرا بفتح الباء وكسر الحاء وبضم الباء وفتح الحاء مقصورا وقيل ممدودا (١٤) أواه كثير التأوه أي التوبة والاستغفار (١٥) تخوفاً أي لاجل الخوف عليه من أعدائه أهل دين اليهودية

اَلْيَهُودِيَّةِ * فَرَجَعَ بِهِ وَلَمْ يُجَاوِزْ مِنَ الشَّامِ الْمُقَدَّسِ بُصْرَاه *

****

****

اے پرودگارِ عالم! آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تربتِ اطہر کو دُرود سلام کی معنبریں مہک سے معطر فرما۔

میں (مصنف) کہتا ہوں۔ وہ ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) محمد بن عبداللہ بن عبدالمطّلب ہیں، عبدالمطّلب کا نام شیبۃ الحمد ہے، ان کے خصائلِ حمیدہ کی تعریف اور چرچا عام تھا، یہ ابنِ ہاشم ہیں اور ہاشم کا نام عمر ہے، یہ ابنِ عبدِ مناف ہیں اور (عبدِ مناف) کا نام مغیرہ ہے علوِ مرتبت کی بناء پر ارتقاء سے منسوب ہیں۔ یہ ابن قُصَی ہیں ان (قصی) کا اسمِ گرامی مجمع ہے۔ ان کا نام قُصَی اس لئے ہے کہ اونٹنی پر سوار دُور دراز ملکوں کا سفر کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں حرمِ محترم واپس لوٹا دیتا تو یہ اس کی حفاظت پر مامور رہتے۔ یہ ابنِ کلاب ہیں اور ان (کلاب) کا نام حکیم بن مرہ ہے بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر ہے اور ان (فہر) کا نام قریش ہے اور انہی کی طرف قریشی منسوب ہیں۔ اور ان سے اوپر کنانی ہیں جیسا کہ اکثر کا خیال ہے۔

وہ (قریش) ابنِ مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس ہیں۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے حرم کی چوکھٹ پر پہلی مرتبہ اونٹوں کی قربانی کی۔ انہی کی پشت میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے سُنا گیا، وہ (الیاس) بن مضر بن نزار بن معد

بن عدنان ہیں۔ یہ ایک ایسی لڑی ہے جس کو خوبصورت طریقہ اور بہترین انداز میں قیمتی جواہرات سے انگلیوں نے پرویا ہے اور ان سے یہ سلسلہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک چلا جاتا ہے۔ بغیر کسی شک و ارتیاب کے اہلِ علمِ انساب کے نزدیک عدنان کا سلسلہ حضرت اسماعیل الذبیح علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ یہ ہار کتنا عظیم ہے جسکے موتی ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں' اور ایسا کیوں نہ ہو کہ حضور سیّدِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان میں نمایاں اور پسندیدہ واسطہ ہیں۔

یہ ایسا نسب ہے جس کی خوبصورتی سے بلندی کا اندازہ ہوتا ہے' جوزاء نے اپنے ستاروں سے ہار بنایا ہے۔

فخروسیادت کا یہ ہار کتنا اچھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس میں ایک گوہرِ یکتا ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا نسب کتنا عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جہالت کی سفاحت سے پاک رکھا ہے۔

زین العراقی نے اسے اپنی کتاب المورد الھنی میں یوں ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جناب محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی عزت و کرامت کی حفاظت فرمائی ہے اور آپ کے اسمِ پاک کے لئے آپ کے بزرگ آباء کی حفاظت فرمائی ہے۔ وہ تمام سفاحت سے گریزاں رہے۔ جناب آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے والدینِ کریمین تک سفاحت کی عار کسی کو نہیں پہنچی۔ وہ آباء ایسے صاحبِ سیادت ہیں کہ ان کی خوبصورت پیشانیوں کے خدو خال میں نور نبوت چمک رہا تھا۔ جناب عبدالمطلب اور انکے فرزند جنابِ عبداللہ کی جبینوں میں اس نور کا بدر کمال چمک رہا تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حقیقتِ محمدّیہ (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کے اظہار کا ارادہ فرمایا' صُورَی و معنوی اور جسم و روح کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اظہار کا ارادہ فرمایا تو حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صدفِ اطہر میں منتقل فرمایا۔ ربِّ ذوالجلال

قریب و مجیب نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ماں بننے کے شرف سے خاص فرمایا۔ زمین و آسمان میں اپنے ذاتی انوار کے جلوے بکھیرنے کے لئے جنابِ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حمل کی منادی کر دی گئی۔ ہر مشتاق اس عمدہ ہوا کی آمد کا منتظر تھا۔ زمین نے عرصۂ دراز کی خشک و قحط سالی کے بعد نباتات کا ریشمی لباس زیب تن کیا۔ درختوں کے پھل پک گئے اور چُننے والے کے لئے درختوں نے شاخیں جھکا دیں۔ قریش کا ہر جانور فصیح عربی بولنے لگا۔ بُت منہ کے بل گر پڑے۔ مشرق و مغرب کے جنگلی اور بحری جانور اکٹھے ہو گئے۔ تمام عالموں اور جہانوں کے بسنے والوں نے خوشیوں اور مسرتوں کے جام نوش کئے۔ جنّوں نے اپنے زمانے کے سایہ کی نوید سنائی، کاہنوں نے پیش گوئیاں کیں، رہبانیت لرزہ براندام ہو گئی۔ ہر عالم نے آپ کی آمد کی خبر دی۔ آپ کے حسن کا بناؤ حیران کن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی والدۂ محترمہ کو خواب میں دکھایا گیا تو ان سے کہا گیا کہ آپ سیّد العالمین اور کائنات کے بہترین ہستی کی ماں بننے والی ہیں۔ جب ان کی پیدائش ہو جائے تو ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم رکھیں کیونکہ آئندہ ان ہی کی تعریف کی جائے گی۔

مشہور اقوال کے مطابق جب آپ کے حمل کو دو ماہ ہوئے تو آپ کے والدِ محترم حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینۂ منوّرہ میں انتقال فرما گئے۔ آپ وہاں نجّار قبیلہ کے اپنے اخوال بنو عدی سے گزر رہے تھے۔ ایک ماہ بیمار رہے۔ وہ آپ کی علالت و تکلیف کا غم برداشت کرتے رہے۔ مشہور و راجح روایت کے مطابق جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حمِل مبارک کو نو ماہ مکمل ہوئے اور وہ لمحہ اور گھڑی آئی کہ زمانے کی پیاس بجھا چاہتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی رات جنت سے حضرت آسیہ اور مریم عورتوں کے جلو میں آئیں، وقتِ ولادت قریب آیا تو آپ (حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک پیکر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جنم دیا جس کی روشنی چمک رہی تھی۔

اہلِ علم، اصحابِ فکر و بصیرت نے ذکرِ میلاد حبیب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے وقت قیام کو مستحسن قرار دیا ہے، نوید ہے اس شخص کے لئے جس کی غایت و طلب آپ صلی اللہ

علیہ و آلہٖ وسلم کی تعظیم ہے اور جس کا منتہیٰ و مقصود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکریم ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس کائنات میں جلوہ فرما ہوئے تو ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے تھے اور سرِ اقدس آسمان کی جانب تھا' اپنی عظمت و سیادت اور علو مرتبی کا اشارہ فرما رہے تھے' تمام مخلوق پر اپنی منزلت و رفعت بتا رہے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ایسے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں جن کی طبیعت حسین اور خصائل جمیل ہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی والدہ نے حضرت عبدالمطلب کو بلوا بھیجا۔ آپ اس وقت طوافِ کعبہ میں مصروف تھے۔ وہ جلدی جلدی آئے' آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی طرف دیکھا اور بہت مسرور ہوئے۔ کعبہ شریف کے اندر لے گئے اور بڑے خلوصِ نیت سے دعا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطا پر' اُس کے اس عظیم احسان پر شکر بجالانے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم صاف ستھرے مختون قدرتِ الٰہیہ سے ناف بریدہ مہک رہے تھے۔ سر پر تیل' آنکھوں میں عنایتِ الٰہی کا سُرمہ لگا ہوا تھا۔ ایک روایت ہے کہ سات راتیں گزرنے کے بعد آپ کے دادا نے ختنہ کیا' دعوت کا اہتمام کیا' لوگوں کو کھانا کھلایا اور آپ کا اسمِ گرامی محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم رکھا۔ آپ کے مقام کو عزت دی۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے وقت خوارق اور غیبی عجائبات' آپ کی نبوّت کی تمہید و اساس کا ظہور ہوا' اور یہ علامات بھی دیکھنے میں آئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے مختار اور مجتبیٰ ہیں (انتخاب لاجواب ہیں)' آسمان کو زیادہ محفوظ کر دیا گیا' اس سے جنّ و شیطانی نفوس کو ہٹا دیا گیا۔ چڑھتے ہوئے بلند ستاروں نے ہر شیطان کو بھگا دیا اور چمکتے دمکتے ستارے آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے قریب آئے۔ اور ان ستاروں کی روشنی سے حرم کی گھاٹیاں اور ٹیلے چمکنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ ایسا نور نکلا جس کے ساتھ شام کے قیصری محلات منور روشن ہو گئے تو آپ (جناب آمنہ رضی) نے اپنے گھر مکہ کی وادیوں سے ان کا نظارہ کیا۔ مدائن میں وہ ایوانِ کسریٰ لرزہ براندام

ہو گیا جس کو انوشیرواں نے تعمیر کروایا تھا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور ہشت سے کسریٰ کی حکومت و سلطنت ختم ہو گئی' اس بدرِ منیر کے طلوع اور رُوئے انور کی چمک سے ملکِ ایران کی وہ آگ بجھ گئی جس کی عبادت کی جاتی تھی۔ جیرہ ساوہ خشک ہو گیا جو عجم میں ہمدان اور قم کے درمیان بہتا تھا۔ جب اس کی موجیں رکیں تو اسکے پانی کے چشمے خشک ہو گئے اور سماوہ کی وادی میں پانی رواں ہو گیا (سماوہ اس جگہ کو کہتے ہیں جو خشکی اور جنگل میں ہو جس میں پہلے سے کوئی پانی نہ ہو جو پیاسوں کی پیاس بجھائے)۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت عراص مکہ میں ہوئی (عراص ایسا مقام جو وسیع ہو اور وہاں پانی نہ ہو) اور اس شہرِ مقدس میں ہوئی جسکے درخت اور گھاس تک کو نہیں کاٹا جاتا۔ علماء سے مروی اقوال کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادت کے سال' مہینہ اور دن میں اختلاف ہے۔ راجح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل (جس میں اللہ تعالیٰ نے حرم کعبہ کی حفاظت فرمائی تھی) ۱۲ ربیع الاول پیر کے روز' فجر سے تھوڑی دیر بعد ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو کچھ روز آپ کی والدہ نے دودھ پلایا' پھر ثویبہ اسلمیہ نے جس کو ابولہب نے اس وقت آزاد کیا تھا جب اس نے اسے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادت کی نوید سنائی تھی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو اپنے بیٹے مسروح ابوسلمہ کے ہمراہ دودھ پلایا اور وہ آپ سے بہت خوش تھی' قبل ازاں وہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلا چکی تھی' وہ حمزہ جن کا دین کی نصرت کی خاطر شہرہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی طرف مدینہ سے تحائف اور کپڑے بھیجا کرتے' وہ اس کی زیادہ مستحق تھی۔ یہاں تک کہ فرشتۂ اجل نے ان کو قبر میں پہنچایا۔ بعض کا کہنا ہے کہ وہ اپنی قوم کے دین پر اس دنیا سے رخصت ہوئی اور بعض کا کہنا ہے کہ اسلام قبول کر لیا تھا۔ ابن ہندہ نے اس اختلاف کا ذکر کیا ہے۔

پھر حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپکو دودھ پلایا۔ ہر کسی نے فقر کی وجہ سے

آپ کو چھوڑ دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے شام سے پہلے پہلے ان کی تنگیٔ حیات کو فراخی میں بدل دیا اور ان کی زندگی کو باغ و بہار بنا دیا۔ ان کی چھاتیوں میں صاف و شفاف سفید دودھ اتر آیا۔ دائیں چھاتی سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دودھ پلایا جاتا اور بائیں سے آپ کے بھائی (حضرت حلیمہؓ سعدیہ کے بیٹے) کو۔ حضرت حلیمہؓ اس تنگ دستی اور فقر کے بعد غنی ہو گئیں، کمزور اونٹنی اور بکریاں موٹی تازی ہو گئیں۔ ہر طرح کی مصیبت اور تکلیف سے چھٹکارا ملا۔ سعادت و خوش بختی نے خوش و خرم زندگی کی منقّش چادر پہنا کر مزین کر دیا۔

اے پرودگار! آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تربت کو صلوٰۃ کی معنبریں خوشبو سے مہکا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک دن میں اتنا بڑھتے جتنا بچہ ایک ماہ میں بڑھتا ہے۔ تین ماہ میں اپنے قدموں پر کھڑے اور پانچ ماہ میں چلنے لگ گئے۔ نو ماہ میں اپنی قوت و طاقت سے فصیح بولنے لگے۔ دو فرشتوں نے سینۂ اقدس شق کیا اور ایک جزو خون نکالا، برف سے دھویا اور اسے حکمت اور معانی ایمانیہ سے بھر کر سی دیا اور نبوت کی مہر لگا دی۔ آپ کے شرف و فضل کا یقین کیا۔ خیرِ امت میں آپ کے شرف کا بول بالا تھا۔ آپ نے بچپن سے ہی اعلیٰ اوصاف پر پرورش پائی۔ بعد ازاں حضرت حلیمہؓ نے آپ کو والدہ کے پاس لوٹا دیا حالانکہ وہ لوٹانے کی آرزومند نہ تھیں اور اس خدشہ کی بناء پر لوٹا دیا کہ کہیں آپ کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے۔ پھر حضرت حلیمہؓ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ نے انہیں بہت سے عطیات سے نوازا اور حنین کے روز آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ بڑے خوش تھے۔ ان کے لئے اپنی چادر بچھائی اور احسان و کرم کی بارش کر دی۔ صحیح یہی ہے کہ آپ اپنے خاوند، بیٹوں اور ذریت سمیت اسلام لے آئیں۔ ثقہ راویوں کی ایک جماعت نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔

اے اللہ! آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تربت اطہر کو درود سلام کی خوشبو سے معطر فرما دے۔

جب آپ چار سال کی عمر کو پہنچے' آپ کی والدہ آپ کو مدینہ منورہ لے گئیں۔ واپسی پر مقام ابواء یا شعب حجون پر وصال فرمایا۔ ام ایمن (برکتہ بنت ثعلبہ) آپ کو لے کر آئیں۔ (بعد میں ام ایمن کا نکاح آپ کے غلام جناب زید بن حارثہ سے کر دیا گیا) یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لے کر حضرت عبدالمطلب کے پاس آئیں۔ جناب عبدالمطلب نے آپ کو سینے سے لگایا' پیار کیا' آپ کو بڑی عزت دی۔ اور کہا کہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔ وہ شخص عظیم ہو گا جو آپکی تعظیم بجالائے گا اور آپ کی سنگت اختیار کرے گا۔ بچپن میں آپ نے کبھی بھوک پیاس کا شکوہ نہ کیا۔ اکثر کھانے پینے کے لئے آبِ زمزم استعمال فرمایا تو اسے ہی کافی سمجھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے صحن میں موت کی سواری بیٹھی یعنی آپ کا وقتِ آخر آیا تو آپ کے چچا ابو طالب آپ کے والد جناب سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حقیقی بھائی' نے آپ کی کفالت کی۔ انہوں نے بڑے عزم و ہمت سے کفالت کی ذمہ داری نبھائی' اپنی ذات اور اپنی اولاد پر آپ کو ترجیح دی اور اچھے انداز میں تربیت فرمائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال ہوئی تو اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا۔ بحیرا راہب نے آپ میں علاماتِ نبوت دیکھ کر پہچان لیا اور کہا کہ میں تمام جہانوں کے آقا اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی کو دیکھ رہا ہوں۔ انہیں شجرو حجر سجدہ کر رہے ہیں اور درخت بہت توبہ و استغفار کرنے والے نبی کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف و کمالات سابقہ آسمانی کتابوں میں دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے جس کے اوپر نور ہی نور ہے۔ اس نے یہودیوں کے خوف سے آپ کے چچا سے کہا کہ انہیں مکہ واپس پہنچائیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لے کر واپس لوٹے حالانکہ وہ ابھی سرزمینِ شام میں بصرہ سے بھی آگے نہ گئے تھے۔

ولد الرسول فكان مولد امة

و حضارة فيها السنا و السؤدد

ولد الرسول فليس من متناحر

او قاطع رحما و لا من يواد

الخلق قبل مجيئه في حيرة ،

فالجهل طاغ و الظلام محدد

قد نور الابصار بعد ظلامها ،

فاذا بها تهوى الضياء وتنشد

(الاستاذ ضياء الدين الصابونی)

۱۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم پیدا ہوئے۔ آپکی جلوہ گری ایک ایسی امت اور تہذیب کا مظہر ہے جس میں روشنی ہی روشنی اور سروری ہے

۲۔ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم تشریف لے آئے ہیں۔ اب کوئی خود کشی کرنے، تعلقات توڑنے اور (بچیوں کو) زندہ درگور کرنے والا نہیں

۳۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے مخلوق حیران تھی، پریشان تھی، جہالت انتہا کی تھی اور تاریکیوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے

۴۔ آپ نے تاریک نگاہوں کو منور فرما دیا۔ اب روشنی ان (نگاہوں) کی طرف لپکتی ہے، انہی کے گن گاتی ہے۔

مولد

عاشقانِ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا وظیفہ ہی یہی ہے کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، ہر آن، ہر لحظہ ذکرِ جمالِ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے شادکام رہتے ہیں۔ یہی ان کا حاصل ------ یہی ان کا ایمان ------ اسی کو دُنیوی راحت اور اُخروی سعادت سمجھتے ہیں ----- اور یہ ہے بھی حقیقت!

کیا اس بڑھ کر کوئی اور سعادت ہو سکتی ہے؟

وہ عظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم

جن پر خود ربِّ ذوالجلال ہر لحظہ درُودوں اور سلاموں کے پھول نچھاور کر رہا ہے۔

جن کی عظمت اور رفعت ذکر کے ہر گھڑی گن گائے جا رہے ہیں۔

جن کی ہر بات وحیٔ خدا اور قولِ فیصل ہے

جن کی اطاعت ----- اطاعتِ خدا ہے

جن کے ناز ----- خود ربِّ ذوالجلال اٹھا رہا ہے۔

ایسی محبوب ہستی کی تعریف و تحمید اور توصیف سے بڑھ کر اور کوئی محبوب فعل ہو سکتا ہے؟

سعادت مند ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنی جبینِ شوق درِ حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثناء پر خم کر رکھی ہے۔

فیروز بخت ہیں وہ لوگ جو حضوری کے کیف میں سرشار رہتے ہیں۔

اہلِ سعادت کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ جنابِ رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے میلاد کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ تحریروں میں، تقریروں میں، خلوتوں میں۔۔۔۔ جلوتوں میں۔۔۔۔ عرب ہوں یا عجم، سبھی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے میلاد بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

آئندہ صفحات پر عرب کی دو مشہور و معروف شخصیتوں کے مولدوں سے اقتباس دیئے جارہے ہیں۔ دونوں اپنے وقت کے امام ہیں، محدّث ہیں، فقیہہ ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے سرشار ہیں۔ ان میں ایک علامہ عبدالرحمان ابن جوزی محدث ہیں اور دوسرے علّامہ یوسف بن اسماعیل اتبھانی ہیں۔ دونوں نے اپنے اپنے انداز میں ذکرِ میلادِ رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے اپنے قلم کو معطر کیا ہے۔ اور اہل ایمان کے قلوب و اذہان کے لئے خوشبو کا سامان کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمتہ نے میلاد پر "مولد العروس" کے نام سے پوری کتاب لکھ دی ہے۔ اندازِ تحریر فصیح بھی اور بلیغ بھی۔ عبارت مسجع و مقفیٰ ہے، سلاست ہے، روانی ہے، الفاظ حسین سے حسین تر اور تراکیب جمیل سے جمیل تر۔ عمدہ عمدہ کنایات و تشبیہات کا استعمال بڑے ڈھنگ سے کیا ہے۔ ایک ایک جملے سے سرکارِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم سے محبت کی مہک اٹھ رہی ہے۔ موضوع کی رعایت و مناسبت سے نثر میں نظم کا جڑاؤ بھی بڑے سلیقے سے کیا ہے۔ "مولد العروس" بیروت سے شائع ہوئی اور اب پاکستان میں بھی اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔

علامہ یوسف بن اسماعیل اتبھانی نے "الانوار المحمدیہ" کے آغاز میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیدائش کو بیان کیا ہے۔ اندازِ تحریر دلربا ہے۔ عقیدتوں اور محبتوں کا یہ خزینہ عربی ادب کا بھی ایک حسین مرقع ہے۔ زیادہ تر واقعات کا احادیث سے استشہاد کیا گیا ہے۔

مولد

لابنِ جوزیؒ

الحمد لله الذی ابرز من غرة عروس الحضرة صبحا مستنيرا
طلع في افلاك الكمال من بروج الجمال شمسا و قمرا منيرا.
ختار في القدم سيد الكونين حبيبا و نجيبا و سفيرا. و
خذ له العهود على سائر مخلوقات الوجود تعظيما له و توق
ذ له العهود على سائر مخلوقات الوجود تعظيما له و
نيرا. و جعل لجلال جمال كمال بهاء غرته بطونا اختارها
سله و ظهورا. و جعلها لصون صدفة درة بهجة لؤلؤة نفسه
نفيسة بحورا. و جعل منها عذبا فراتا و ملحا اجاجا حكمة
ة و تقديرا. واجتباه و حماه من الدنس و الرجس و طهره
هيرا و نقله في الاصلاب من آدم الى نوح و شيث و ابراهيم و
ماعيل و كل نبي غدا به مستجيرا. وما منهم الا من اخذ
يه العهد و الميثاق ليؤمننّ به و لينصرنّه و كان ذلك في
كتاب مسطورا. فآدم لاجله تاب الله عليه و ادريس بسببه
عه الله اليه. و نوح في الفلك به توسل و هود في دعائه
يه عوّل. و الخليل به تشفع. و اسماعيل به تضرّع. و موسى
لم قومه بمكالمته و سأل ربه ان يكون من امته و له
يرا. و عيسى بشّر بوجوده و طلب المهلة الى زمانه ليكون له
يرا. والاحبار به اخبرت. و الكهان به اعلنت. و الجن

برسالته امنت . والايات باسمه نطقت و نار فارس من
اخمدت . والاسرّة بملوكها تزلزلت . والتيجان من رؤوس ار
ها تساقطت . و بحيرة طبريا عند ظهوره وقفت . و انشق ايو
كسرى و شرفاته تساقطت . و كم من عين نبعت و فارت .
ملائكة السبع سموات بمولده تباشرت . والسماء شرفا له
والشهب اكراما له لمسترق السمع رجمت . و ابليس صاح و
على نفسه ويلا و ثبورا .

فلما ولد صاحب الناموس . بدا في الحضرة كالعروس
بوجه يحكي القمر ظهورا . و شعر يشبه في سواده ديجور
و جبين اطلع منه ضياء و نورا . و قد امسى الجمال بـ
قريرا . و انف احسن من حد الحسام مشهورا . و شفتين كـ
العقيق و ثغر حكى لؤلؤا منثورا . و جبين كالفضة ابهت
بهاء و نورا . و صدر اضحى بالايمان معمورا . و يدين فجّر
منهما ماء النعيم تفجيرا . و قدم صدق انّ له في سعي السعا
دة تأثيرا . واضطرب الكون عند ولادته و كان مخمورا . و
نشر السعد على الوجود نشورا . واصبح موطن الايمان مغمور
و جاء بشير الوحي الى اهل الاكوان و قرأ قارئ الوصل
و نادى في الاقطار جمّا غفيرا . يايّها النبي انّا ارسلنا
شاهدا و مبشّرا و نذيرا . و داعيا الى الله باذنه و سرا
منيرا . و بشّر المؤمنين بانّ لهم من الله فضلا كبيرا . و
تطع الكافرين والمنافقين و دع اذاهم و توكّل على الله
و كفى بالله وكيلا

و في ليلة مولده صلى الله عليه و سلم انشق ايوا
كسرى و رمي بالمحن والنوائب . و منعت الشياطين من الصع
الى السماء . و صمّت آذانهم عن سماء العلا و يقذفون من كل
جانب دحورا ولهم عذاب واصب . كل ذلك لحرمة هذا النبي
الكريم والرسول العظيم . الذى انزلت عليه في محكم كتابه
العزيز انّا زيّنّا السّماء الدنيا بزينة الكواكب . ياله من

تي كلما حنّ اليه المشتاق و قطع السباسب و سار على ظهور
نجائب و كلّ ما حدا الحادي و لاحت الاعلام و المضارب. بادر
كثيب المستهام و قد زاد به الوجد الى لقيا الحبائب.
و لمّا ولد رسول الله صلى الله عليه و سلم اعلنت
لملائكة سرّا و جهرا و اتى جبريل بالبشارة و اهتز
عرش طربا. و خرجت الحور العين من القصور و نشرت العطر
را. و قيل لرضوان زيّن الفردوس الاعلى. و ارفع عن القصر
ترا. و ابعث الى منزل امنة اطيار جنّات عدن ترمي من
اقيرها درّا. فلمّا وضعت محمدا صلى الله عليه و سلم
ت نورا اضاءت منه قصور بصرى. و قامت حولها الملائكة
نشرت اجنحتها نشرا، و نزل الصّافون و المسبحون فملؤوا
سلا و وعرا.

ترجمہ

تمام تر تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے عروس حضرت کے روئے تاباں سے
روشن صبح کو ظاہر فرمایا، جمال و زیبائی کے بُرجوں سے کمالات کے افلاک پر ضوفشاں آفتاب
ہتاب اور چاند کو طلوع کیا۔ اور ازل میں سیّدِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا
بیب و نجیب اور سفیر بنایا۔ آپ کی عزت و کرامت اور شان و شوکت کی خاطر تمام مخلوقات
ے عہد لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیکر زیبائی کے لئے بطون و ظہور خاص فرمائے۔ آپ کے
س نفیسہ کے موتی کے بارونق پر بہار صدف کی حفاظت کے لئے ان بطون و ظہور کو بنایا جیسا
ہ صدف کی حفاظت کے لئے سمندر بنائے۔ پھر اس کی حکمت و ارادے کے مطابق ان میں
یریں ولذیذ بھی ہیں اور کڑوے اور کھاری بھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا انتخاب فرمایا اور ہر
رح کی آلائش سے محفوظ رکھا، آپ کو پاک و مطہر رکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
و حضرات آدم و نوح، شیث، ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کی پشتوں میں منتقل فرمایا۔ ہر نبی

آپ سے پناہ کا طالب ہوا۔ ہر ایک سے عہدو میثاق لیا کہ وہ آپ پر ضرور ایمان لائیں اور آپ کی نصرت و مدد کی سعادت سے بہرہ یاب ہوں۔ یہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت ادریس علیہ السلام کو آپ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے تصدق سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ جناب نوح علیہ السلام نے کشتی میں آپ کا وسیلہ دیا۔ حضرت ہود نے دعا میں واسطہ بنایا، جناب ابراہیم خلیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا دامن رحمت تھاما، جناب اسماعیل علیہ السلام نے آپ کی وساطت سے ہی بارگہ ایزدی میں تضرع وعجز کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ شرف گفتگو کی خبردی اور بارگہ ایزدی میں التجا کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی امت میں اور ان کا وزیر بنادے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی آمد و وجود کی بشارت دی، آپ کے زمانہ تک مہلت مانگی تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ناصر و نصیر ہوں۔ احبار نے ان کی آمد کی خبردی، کاہنوں نے ان کے آنے کے چرچے کئے، جن، ان کی رسالت پر ایمان لائے۔ آیات آپ کا نام لے کر گویا ہوئیں، آپ کے نور سے ہی ایران کا آتش کدہ بجھ گیا۔ بادشاہتیں لرزہ براندام ہو گئیں، ان شاہنشاہوں کے سروں سے تاج گر گئے۔ آپ کی آمد ہر پر بحیرہ طبریہ رک گیا، کئی ہی چشمے پھوٹے اور بہے۔ ایوان کسریٰ شق ہوا اور اس کے کنگرے گرے، ساتوں آسمانوں کے فرشتوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی آمد کا مژدہ سنایا۔ آسمان آپ کے خوف کی بنا پر مامون ہو گیا۔ آپ کے اکرام کی خاطر اخبار غیب کے لئے بڑھنے والے شیاطین کو شہاب ثاقب نے مار بھگایا۔ ابلیس چلایا اور اپنی ہلاکت و بربادی کا واویلا کرنے لگا۔

جب جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو بارگاہ ایزدی میں اس طرح دولہا بن کر رونق افروز ہوئے کہ روئے انور کی تابانی چاند کو شرما رہی تھی، زلفیں شب دیجور کی مانند تھیں، پیشانی مبارک سے نور اور روشنی پھوٹ رہی تھی

قامت زیبا، حسن و جمال کی رونق بنا، ناک مبارک تیز دھار تلوار سے بھی خوبصورت، ہونٹ مبارک عقیق کی مانند، دہن مبارک چمکتے ہوئے موتی، جبین مبارک سے چاندی کی طرح رونق اور روشنی پھوٹی پڑتی تھی، سینہ اقدس ایمان سے معمور، ہاتھ مبارک سے شیریں چشمے رواں، قدم صدق کہ سعادت کی سعی اور چال میں جس کی اثر آفرینی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے وقت کائنات جھوم رہی تھی اور وہ مخمور تھی، نشے میں تھی، صفحہ کائنات پر سعادتیں اور خوش بختیاں بکھیر دی گئیں۔ وادی ایمان میں بہار آگئی۔ فرشتہ وحی کائنات پر بسنے والوں کی طرف آیا، وصل کے قاری نے پڑھا اور گوشے گوشے میں لوگوں کے جم غفیر کو پکارا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی پیدائش کی رات ایوان کسریٰ شق ہو گیا۔ اس پر مصائب و آلام ٹوٹ پڑے، شیطانوں کو آسمان کی طرف آنے سے روک دیا گیا۔ انہیں اوپر کے حالات و اخبار سننے سے روک دیا گیا۔ ہر طرف سے شہاب ثاقب کے ذریعے انہیں مار بھگایا گیا۔ ان کے لئے دردناک دائمی عذاب ہے۔ یہ سب کچھ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے لئے ہے جن پر اے اللہ تو نے اپنی کتاب محکم میں یہ نازل فرمایا۔

انّا زیّنّا السماء الدنیا بزینة ۱لکواکب

"بے شک ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کے سنگار سے آراستہ کیا۔" اے عظیم المرتبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔۔۔ جب کوئی آپ کا گرویدہ آپ کی بارگاہ میں زاد شوق و محبت سے سراپا التجا بنتا ہے، کٹھن راہوں کو طے کرتا ہوا۔ عمدہ گھوڑوں پہ سوار ہوتا ہوا چلتا ہے اور جب کوئی حدی خواں چلتا ہے اور اسے دور سے آثار و اعلام دکھائی پڑتے ہیں تو یہ تصویر عشق تیزی سے بڑھتا ہے اس سے اس کا وجد اور بڑھ جاتا ہے کہ بارگاہ عالی کی حاضری ہے۔

جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ فرشتوں نے منادی کردی، سراً بھی، جہراً بھی، جبرئیل امین مژدہ جانفزا سنانے آئے، عرش خوشی اور مسرت سے جھوم گیا۔ آہو چشم حوریں محلات سے نکل آئیں، انہوں نے عطر چھڑکا، رضوان سے کہا گیا کہ فردوس کو آراستہ کردیں، اس کے محل سے پردہ سرکا دیں اور کاشانہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جنت عدن کے پرندوں کو بھیج دیں جو اپنی چونچوں سے موتی نچھاور کریں۔ آپ کی ولادت کے وقت جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک نور دیکھا جس سے بصریٰ کے محلات روشن ہو گئے۔ فرشتے آپ کے اردگرد گھیرا بنائے پر پھیلائے کھڑے تھے۔ تسبیح و تہلیل کرنے والے فرشتے بھی اتر آئے، انہوں نے حمد و ثنا کے ترانے گائے کہ فضا گونج اٹھی۔

للقسطلانی/ یوسف نبہانی

إعلم أنه لما تعلقت إرادة الحق تعالى بإيجاد خلقه أبرز الحقيقة المحمدية من أنواره ثم سلخ منها العوالم كلها علوها وسفلها ثم أعلمه بنبوته وآدم لم يكن إلا كما قال صلى الله عليه وسلم بين الروح والجسد ثم انبجست منه صلى الله عليه وسلم عيون الأرواح فهو الجنس العالي على جميع الأجناس والأب الأكبر لجميع الموجودات ولما انتهى الزمان بالإسم الباطن في حقه صلى الله عليه وسلم إلى وجود جسمه وارتباط الروح به انتقل حكم الزمان إلى الإسم الظاهر وظهر محمد صلى الله عليه وسلم بكليته جسما وروحا في صحيح مسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال إن الله عز وجل كتب مقادير الخلق قبل أن يخلق السموات والأرض بخمسين ألف سنة وكان عرشه على الماء ومن جملة ما كتب في الذكر وهو أم الكتاب إن محمدا خاتم النبيين * وعن العرباض بن سارية عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إني عند الله لخاتم النبيين وإن آدم لمنجدل في طينته أي طريح

سلقى قبل نفخ الروح فيه * وعن ميسرة الضبي قال قلت يا رسول الله متى
كنت نبياً قال وآدم بين الروح والجسد * وعن سهيل بن صالح الهمداني
قال سألت أبا جعفر محمد بن علي كيف صار محمد صلى الله عليه وسلم يتقدم
الأنبياء وهو آخر من بعث قال إن الله تعالى لما أخذ من بني آدم من
ظهورهم ذرياتهم وأشهدهم على أنفسهم «ألست بربكم» كان محمد
صلى الله عليه وسلم أول من قال بلى ولذلك صار يتقدم الأنبياء وهو آخر
من بعث * وعن الشيخ تقي الدين السبكي أنه قد جاء أن الله خلق
الأرواح قبل الأجساد فالإشارة بقوله صلى الله عليه وسلم كنت نبياً إلى
روحه الشريفة أو إلى حقيقته والحقائق تقصر عقولنا عن معرفتها وإنما يعلمها
خالقها ومن أمده الله تعالى بنور إلهي فحقيقة النبي صلى الله عليه وسلم قد
آتاها الله وصف النبوة من قبل خلق آدم إذ خلقها متهيئة لذلك وأفاضه عليها
من ذلك الوقت فصار نبياً وكتب اسمه على العرش وأخبر عنه بالرسالة ليعلم
ملائكته وغيرهم كرامته عنده فحقيقته موجودة من ذلك الوقت وإن تأخر
جسده الشريف المتصف بها * وعن الشعبي قال رجل يا رسول الله متى
استنبئت قال وآدم بين الروح والجسد حين أخذ مني الميثاق فهو أول
النبيين خلقاً وآخرهم بعثاً * وعن بعضهم أنه صلى الله عليه وسلم خص
باستخراجه من ظهر آدم قبل نفخ الروح لأنه صلى الله عليه وسلم هو المقصود
من خلق النوع الإنساني وهو عينه وخلاصته وواسطة عقده * وروي عن علي

ابن أبي طالب كرم الله وجهه أنه قال لم يبعث الله نبيا من آدم فمن بعده إلا أخذ عليه العهد في محمد صلى الله عليه وسلم لئن بعث وهو حي ليؤمنن به ولينصرنه ويأخذ بذلك العهد على قومه وهو يروى عن ابن عباس أيضا * وقيل إن الله تعالى لما خلق نور نبينا محمد صلى الله عليه وسلم أمره أن ينظر إلى أنوار الأنبياء عليهم السلام فغشيهم منه ما أنطقهم الله به فقالوا يا ربنا من غشينا نوره فقال الله تعالى هذا نور محمد بن عبد الله إن آمنتم به جعلتكم أنبياء قالوا آمنا به وبنبوته فقال الله تعالى أشهد عليكم قالوا نعم فذلك قوله تعالى "وإذ أخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه" إلى قوله تعالى "وأنا معكم من الشاهدين" قال الشيخ تقي الدين السبكي في هذه الآية الشريفة من التنويه بالنبي صلى الله عليه وسلم وتعظيم قدره العلي ما لا يخفى وفيها مع ذلك أنه على تقدير مجيئه في زمانهم يكون مرسلا إليهم فتكون نبوته ورسالته عامة لجميع الخلق من زمن آدم إلى يوم القيامة وتكون الأنبياء وأممهم كلهم من أمته ويكون قوله صلى الله عليه وسلم وبعثت إلى الناس كافة لا يختص به الناس من زمانه إلى يوم القيامة بل يتناول من قبلهم أيضا ويتبين بهذا معنى قوله صلى الله عليه وسلم كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد * فإذا عرف هذا فالنبي صلى الله عليه وسلم نبي الأنبياء ولهذا ظهر ذلك في الآخرة جميع الأنبياء تحت لوائه وفي الدنيا كذلك ليلة الإسراء صلى بهم ولو اتفق مجيئه في زمن

آدمَ وَنُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ وَجَبَ
عَلَيْهِمْ وَعَلَى أُمَمِهِمُ الإِيمَانُ بِهِ وَنُصْرَتُهُ وَبِذَلِكَ أَخَذَ اللهُ الْمِيثَاقَ عَلَيْهِمْ * وَعَنْ
كَعْبِ الأَحْبَارِ قَالَ لَمَّا أَرَادَ اللهُ تَعَالَى أَنْ يَخْلُقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ
جِبْرِيلَ أَنْ يَأْتِيَهُ بِالطِّينَةِ الَّتِي هِيَ قَلْبُ الأَرْضِ وَبَهَاؤُهَا وَنُورُهَا قَالَ فَهَبَطَ
جِبْرِيلُ فِي مَلَائِكَةِ الْفِرْدَوْسِ وَمَلَائِكَةِ الرَّقِيعِ الأَعْلَى فَقَبَضَ قَبْضَةَ رَسُولِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَوْضِعِ قَبْرِهِ الشَّرِيفِ وَهِيَ بَيْضَاءُ مُنِيرَةٌ فَعُجِنَتْ بِمَاءِ
التَّسْنِيمِ فِي مَعِينِ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ حَتَّى صَارَتْ كَالدُّرَّةِ الْبَيْضَاءِ لَهَا شُعَاعٌ عَظِيمٌ
ثُمَّ طَافَتْ بِهَا الْمَلَائِكَةُ حَوْلَ الْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ وَفِي السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ
وَالْجِبَالِ وَالْبِحَارِ فَعَرَفَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجَمِيعُ الْخَلْقِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا وَفَضْلَهُ قَبْلَ
أَنْ تَعْرِفَ آدَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ * قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَصْلُ طِينَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سُرَّةِ الأَرْضِ بِمَكَّةَ وَمِنْ مَوْضِعِ الْكَعْبَةِ دُحِيَتِ الأَرْضُ
فَصَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الأَصْلُ فِي التَّكْوِينِ وَالْكَائِنَاتُ تَبَعٌ
لَهُ * وَعَنْ صَاحِبِ عَوَارِفِ الْمَعَارِفِ أَنَّ الْمَاءَ يَعْنِي فِي الطُّوفَانِ لَمَّا تَمَوَّجَ
رَمَى بِالزَّبَدِ إِلَى النَّوَاحِي فَوَقَعَتْ جَوْهَرَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَا
يُحَاذِي تُرْبَتَهُ بِالْمَدِينَةِ فَكَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكِّيًّا مَدَنِيًّا * وَيُرْوَى أَنَّهُ لَمَّا
خَلَقَ اللهُ تَعَالَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْهَمَهُ أَنْ قَالَ يَا رَبِّ لِمَ كَنَّيْتَنِي أَبَا
مُحَمَّدٍ قَالَ اللهُ تَعَالَى يَا آدَمُ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَرَأَى نُورَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُرَادِقِ الْعَرْشِ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هَذَا النُّورُ قَالَ هَذَا نُورُ نَبِيٍّ

من ذُرِّيَّتِكَ اسْمُهُ فِي السَّمَاءِ أَحْمَدُ وَفِي الْأَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا أَرْضًا * وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِسَنَدِهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالَى قَبْلَ الْأَشْيَاءِ قَالَ يَا جَابِرُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ فَجَعَلَ ذٰلِكَ النُّورُ يَدُورُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنِّيٌّ وَلَا إِنْسِيٌّ فَلَمَّا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالَى أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّورَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِي اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِي الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّالِثِ بَاقِيَ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ السَّمٰوَاتِ وَمِنَ الثَّانِي الْأَرَضِينَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثُمَّ الْقِسْمُ الرَّابِعُ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ نُورَ أَبْصَارِ الْمُؤْمِنِينَ وَمِنَ الثَّانِي نُورَ قُلُوبِهِمْ وَهِيَ الْمَعْرِفَةُ بِاللّٰهِ تَعَالَى وَمِنَ الثَّالِثِ نُورَ أُنْسِهِمْ وَهُوَ التَّوْحِيدُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ * وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّي قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ * وَفِي الْخَبَرِ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى آدَمَ جَعَلَ ذٰلِكَ النُّورَ فِي ظَهْرِهِ فَكَانَ يَلْمَعُ فِي جَبِينِهِ فَيَغْلِبُ عَلَى سَائِرِ نُورِهِ ثُمَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى سَرِيرِ مَمْلَكَتِهِ وَحَمَلَهُ عَلَى أَكْتَافِ مَلَائِكَتِهِ وَأَمَرَهُمْ فَطَافُوا بِهِ فِي السَّمٰوَاتِ

لِيَرَى عَجَائِبَ مَلَكُوتِهِ *وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ خَلْقُهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي وَقْتِ الزَّوَالِ
إِلَى الْعَصْرِ ثُمَّ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ حَوَّاءَ زَوْجَتَهُ مِنْ ضِلَعٍ مِنْ أَضْلَاعِهِ الْيُسْرَى
وَهُوَ نَائِمٌ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ وَرَآهَا سَكَنَ إِلَيْهَا وَمَدَّ يَدَهُ لَهَا فَقَالَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَهْ
يَا آدَمُ قَالَ وَلِمَ وَقَدْ خَلَقَهَا اللّٰهُ لِي فَقَالُوا حَتَّى تُؤَدِّيَ مَهْرَهَا قَالَ وَمَا مَهْرُهَا قَالُوا
تُصَلِّي عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَفِي رِوَايَةٍ عِشْرِينَ مَرَّةً *وَرُوِيَ
أَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ آدَمُ مِنَ الْجَنَّةِ رَأَى مَكْتُوبًا عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ وَعَلَى كُلِّ مَوْضِعٍ فِي
الْجَنَّةِ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْرُونًا بِاسْمِ اللّٰهِ تَعَالَى فَقَالَ يَا رَبِّ هٰذَا
مُحَمَّدٌ مَنْ هُوَ فَقَالَ هٰذَا وَلَدُكَ الَّذِي لَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُكَ فَقَالَ يَا رَبِّ بِحُرْمَةِ هٰذَا
الْوَلَدِ ارْحَمْ هٰذَا الْوَالِدَ فَنُودِيَ يَا آدَمُ لَوْ تَشَفَّعْتَ إِلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ فِي أَهْلِ السَّمٰوَاتِ
وَالْأَرْضِ لَشَفَّعْنَاكَ *وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ قَالَ يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ
لَمَّا غَفَرْتَ لِي فَقَالَ اللّٰهُ يَا آدَمُ وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ قَالَ لِأَنَّكَ
يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ
الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى
اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى صَدَقْتَ يَا آدَمُ إِنَّهُ لَأَحَبُّ
الْخَلْقِ إِلَيَّ وَإِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ وَهُوَ آخِرُ
الْأَنْبِيَاءِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ *وَفِي حَدِيثِ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَبَطَ جِبْرِيلُ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ إِنْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ إِبْرَاهِيمَ

خليلاً فقد اتخذتك حبيباً وما خلقت خلقاً أكرم عليَّ منك ولقد خلقت الدنيا وأهلها لأعرفهم كرامتك ومنزلتك عندي ولولاك ما خلقت الدنيا * وقد ولدت حواء من آدم أربعين ولداً في عشرين بطناً ووضعت شيثاً وحده كرامة لسيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فإن نوره انتقل من آدم إلى شيث وقبل وفاته جعله وصياً على ولده ثم أوصى شيث ولده بوصية آدم أن لا يضع هذا النور إلا في المطهرات من النساء ولم تزل هذه الوصية جارية تنقل من قرن إلى قرن إلى أن أدى الله النور إلى عبد المطلب وولده عبد الله وطهر الله هذا النسب الشريف من سفاح الجاهلية كما ورد عنه عليه الصلاة والسلام في الأحاديث المرضية * قال ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ولدني من سفاح الجاهلية شيء ما ولدني إلا نكاح الإسلام * وروى هشام ابن محمد الكلبي عن أبيه قال كتبت للنبي صلى الله عليه وسلم خمسمائة أم فما وجدت فيهن سفاحاً ولا شيئاً مما كان من أمر الجاهلية * وعن علي كرم الله وجهه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال خرجت من نكاح ولم أخرج من سفاح من لدن آدم إلى أن ولدني أبي وأمي ولم يصبني من سفاح أهل الجاهلية شيء * وعن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يلتق أبواي قط على سفاح لم يزل الله ينقلني من الأصلاب الطيبة إلى الأرحام الطاهرة مصفى مهذباً لا تتشعب شعبتان إلا كنت في خيرهما * وعن أنس رضي الله عنه قال قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم " لقد جاءكم

رَسُولٌ مِنْ أَنْفَسِكُمْ » بِفَتْحِ الْفَاءِ وَقَالَ أَنَا أَنْفَسُكُمْ نَسَبًا وَصِهْرًا وَحَسَبًا لَيْسَ فِي آبَائِي مِنْ لَدُنْ آدَمَ سِفَاحٌ * وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ أَرَ رَجُلًا أَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَرَ بَنِي أَبٍ أَفْضَلَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ * وَفِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ * وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ * وَعَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ بُيُوتِهِمْ فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا أَيْ خَيْرُهُمْ رُوحًا وَذَاتًا وَخَيْرُهُمْ أَصْلًا * وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَ خَلْقَهُ فَاخْتَارَ مِنْهُمْ بَنِي آدَمَ ثُمَّ اخْتَارَ بَنِي آدَمَ فَاخْتَارَ مِنْهُمُ الْعَرَبَ ثُمَّ اخْتَارَنِي مِنَ الْعَرَبِ فَلَمْ أَزَلْ خِيَارًا مِنْ خِيَارٍ أَلَا مَنْ أَحَبَّ الْعَرَبَ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَ الْعَرَبَ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ * وَاعْلَمْ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يَشْرَكْهُ فِي وِلَادَتِهِ مِنْ أَبَوَيْهِ أَخٌ وَلَا أُخْتٌ لِانْتِهَاءِ صَفْوَتِهِمَا إِلَيْهِ وَقُصُورِ نَسَبِهِمَا عَلَيْهِ لِيَكُونَ مُخْتَصًّا بِنَسَبٍ جَعَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى لِلنُّبُوَّةِ غَايَةً وَلِتَمَامِ الشَّرَفِ

نهايــة وأنت إذا اختبرت حال نسبه وعلمت طهارة مولده تيقنت أنه سلالة آباء كرام فهو صلى الله عليه وسلم النبي العربي الأبطحي الحرمي الهاشمي القرشي نخبة بني هاشم المختار المنتخب من خير بطون العرب وأعرقها في النسب وأشرفها في الحسب وأنضرها عودا وأطولها عمودا وأطيبها أرومة وأعزها جرثومة وأفصحها لسانا وأوضحها بيانا وأرجحها ميزانا وأصحها إيمانا وأعزها نفرا وأكرمها معشرا من قبل أبيه وأمه ومن أكرم بلاد الله على الله فهو سيدنا ومولانا محمد بن عبد الله الذبيح بن عبد المطلب واسمه شيبة الحمد بن هاشم واسمه عمرو بن عبد مناف واسمه المغيرة بن قصي واسمه مجمع بن كلاب واسمه حكيم بن مرة بن كعب وكانت تجتمع إليه قريش يوم الجمعة فيخطبهم ويذكرهم بمبعث النبي صلى الله عليه وسلم ويعلمهم بأنه من ولده ويأمرهم باتباعه والإيمان به ابن لؤي بن غالب بن فهر واسمه قريش بن مالك بن النضر واسمه قيس بن كنانة بن خزيمة بن مدركة ابن الياس ويذكر أنه كان يسمع في صلبه تلبية النبي صلى الله عليه وسلم بالحج ابن مضر بن نزار سمي بذلك قيل لأنه لما ولد ونظر أبوه إلى نور محمد صلى الله عليه وسلم بين عينيه فرح فرحا شديدا وأطعم وقال إن هذا كله نزر أي قليل بحق هذا المولود فسمي نزارا ابن معد بن عدنان * قال ابن دحية أجمع العلماء والإجماع حجة على أن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما انتسب إلى عدنان ولم يتجاوزه * وعن ابن عباس رضي الله عنهما أنه صلى الله عليه وسلم كان

إِذَا انْتَسَبَ لَمْ يُجَاوِزْ مَعَدَّ بْنَ عَدْنَانَ ثُمَّ يُمْسِكُ وَيَقُولُ كَذَبَ النَّسَّابُونَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا * وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَيْنَ عَدْنَانَ وَإِسْمَاعِيلَ ثَلَاثُونَ أَبًا لَا يُعْرَفُونَ * وَعَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَنَّ نُورَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا صَارَ إِلَى عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَدْرَكَ نَامَ يَوْمًا فِي الْحِجْرِ فَانْتَبَهَ مَكْحُولًا مَدْهُونًا قَدْ كُسِيَ حُلَّةَ الْبَهَاءِ وَالْجَمَالِ فَبَقِيَ مُتَحَيِّرًا لَا يَدْرِي مَنْ فَعَلَ بِهِ ذٰلِكَ فَأَخَذَ أَبُوهُ بِيَدِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِ إِلَى كَهَنَةِ قُرَيْشٍ فَأَشَارُوا عَلَيْهِ بِتَزْوِيجِهِ فَزَوَّجَهُ وَكَانَتْ تَفُوحُ مِنْهُ رَائِحَةُ الْمِسْكِ الْأَذْفَرِ وَنُورُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضِيءُ فِي غُرَّتِهِ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ إِذَا أَصَابَهَا قَحْطٌ شَدِيدٌ تَأْخُذُ بِيَدِهِ فَتَخْرُجُ بِهِ إِلَى جَبَلِ ثَبِيرٍ فَيَتَقَرَّبُونَ بِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَهُ أَنْ يَسْقِيَهُمُ الْغَيْثَ فَكَانَ يُغِيثُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ بِبَرَكَةِ نُورِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ * وَلَمَّا قَدِمَ أَبْرَهَةُ مَلِكُ الْيَمَنِ لِهَدْمِ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لَا يَصِلُ إِلَى هٰذَا الْبَيْتِ لِأَنَّ لَهُ رَبًّا يَحْمِيهِ ثُمَّ اسْتَاقَ أَبْرَهَةُ إِبِلَ قُرَيْشٍ وَغَنَمَهَا وَكَانَ لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِيهَا أَرْبَعُمِائَةِ نَاقَةٍ فَرَكِبَ فِي قُرَيْشٍ حَتَّى طَلَعَ جَبَلَ ثَبِيرٍ فَاسْتَدَارَ نُورُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَبِينِهِ كَالْهِلَالِ وَانْعَكَسَ شُعَاعُهُ عَلَى الْبَيْتِ الْحَرَامِ فَلَمَّا نَظَرَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ إِلَى ذٰلِكَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ارْجِعُوا فَقَدْ كُفِيتُمْ هٰذَا الْأَمْرَ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَدَارَ هٰذَا النُّورُ مِنِّي إِلَّا أَنْ يَكُونَ الظَّفَرُ لَنَا فَرَجَعُوا مُتَفَرِّقِينَ ثُمَّ إِنَّ أَبْرَهَةَ أَرْسَلَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ وَنَظَرَ إِلَى وَجْهِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَضَعَ وَتَلَجْلَجَ لِسَانُهُ وَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَكَانَ يَخُورُ كَمَا يَخُورُ الثَّوْرُ عِنْدَ ذَبْحِهِ فَلَمَّا أَفَاقَ خَرَّ سَاجِدًا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ

وَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ سَيِّدُ قُرَيْشٍ حَقًّا * وَرُوِيَ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ لَمَّا حَضَرَ عِنْدَ أَبْرَهَةَ
نَظَرَ الْفِيلُ الْأَبْيَضُ الْعَظِيمُ إِلَى وَجْهِهِ فَبَرَكَ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَخَرَّ سَاجِدًا
وَأَنْطَقَ اللهُ تَعَالَى الْفِيلَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَى النُّورِ الَّذِي فِي ظَهْرِكَ يَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ
وَلَمَّا دَخَلَ جَيْشُ أَبْرَهَةَ لِهَدْمِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيفَةِ بَرَكَ الْفِيلُ فَضَرَبُوهُ فِي
رَأْسِهِ ضَرْبًا شَدِيدًا لِيَقُومَ فَأَبَى فَوَجَّهُوهُ رَاجِعًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَامَ ثُمَّ أَرْسَلَ اللهُ
عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ مِنَ الْبَحْرِ مَعَ كُلِّ طَائِرٍ مِنْهَا ثَلَاثَةُ أَحْجَارٍ حَجَرٌ فِي مِنْقَارِهِ
وَحَجَرَانِ فِي رِجْلَيْهِ كَأَمْثَالِ الْعَدَسِ لَا تُصِيبُ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا أَهْلَكَتْهُ فَخَرَجُوا
هَارِبِينَ يَتَسَاقَطُونَ بِكُلِّ طَرِيقٍ وَأُصِيبَ أَبْرَهَةُ فِي جَسَدِهِ بِدَاءٍ فَتَسَاقَطَتْ
أَنَامِلُهُ أُنْمُلَةً أُنْمُلَةً وَسَالَ مِنْهُ الصَّدِيدُ وَالْقَيْحُ وَالدَّمُ وَمَا مَاتَ حَتَّى انْصَدَعَ قَلْبُهُ
وَإِلَى هٰذِهِ الْقِصَّةِ أَشَارَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بِقَوْلِهِ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَلَمْ تَرَ
كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ» إِلَى آخِرِ السُّورَةِ وَقَدْ كَانَتْ هٰذِهِ الْقِصَّةُ
دَالَّةً عَلَى شَرَفِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِرْهَاصًا لِنُبُوَّتِهِ أَيْ تَأْسِيسًا لَهَا
وَإِعْزَازًا لِقَوْمِهِ بِمَا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْإِعْتِنَاءِ حَتَّى دَانَتِ الْعَرَبُ وَاعْتَقَدَتْ شَرَفَهُمْ
وَفَضْلَهُمْ عَلَى سَائِرِ النَّاسِ بِحِمَايَةِ اللهِ تَعَالَى لَهُمْ وَدَفْعِهِ عَنْهُمْ مَكْرَ أَبْرَهَةَ الَّذِي لَمْ
يَكُنْ لِسَائِرِ الْعَرَبِ قُدْرَةٌ عَلَى قِتَالِهِ * وَلَمَّا فَرَّجَ اللهُ تَعَالَى عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَرَجَعَ
أَبْرَهَةُ خَائِبًا فَبَيْنَمَا هُوَ نَائِمٌ فِي الْحِجْرِ إِذْ رَأَى مَنَامًا عَظِيمًا فَانْتَبَهَ فَزِعًا مَرْعُوبًا
وَأَتَى كَهَنَةَ قُرَيْشٍ وَقَصَّ عَلَيْهِمْ رُؤْيَاهُ فَقَالُوا لَهُ إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكَ لَيَخْرُجَنَّ مِنْ
ظَهْرِكَ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَيَكُونَنَّ فِي النَّاسِ عَلَمًا مُبِينًا

فتزوج فاطمة وحملت بعبد الله الذبيح وقصته في ذلك مشهورة * ولما انصرف عبد الله مع أبيه بعد أن فداه بنحر مائة من الإبل لرؤيا رآها مر على امرأة كاهنة متهودة قد قرأت الكتب يقال لها فاطمة فقالت له حين نظرت إلى وجهه وكان أحسن رجل في قريش لك مثل الإبل التي نحرت عنك وقع علي الآن لما رأت في وجهه من نور النبوة ورجت أن تحمل بهذا النبي الكريم صلى الله عليه وسلم فأجابها بقوله:

أما الحرام فالممات دونه	والحل لا حل فأستبينه
فكيف بالأمر الذي تبغينه	يحمي الكريم عرضه ودينه

ثم خرج به عبد المطلب حتى أتى به وهب بن عبد مناف بن زهرة وهو يومئذ سيد بني زهرة نسبا وشرفا فزوجه ابنته آمنة وهي يومئذ أفضل امرأة من قريش نسبا وموضعا فوقع عليها يوم الإثنين من أيام منى في شعب أبي طالب فحملت برسول الله صلى الله عليه وسلم ثم خرج من عندها فمر بالمرأة التي عرضت عليه ما عرضت فقال لها مالك لا تعرضين علي اليوم ما عرضت بالأمس فقالت فارقك النور الذي كان معك بالأمس فليس لي بك اليوم حاجة إنما أردت أن يكون النور في فأبى الله إلا أن يجعله حيث شاء * ولما حملت آمنة برسول الله صلى الله عليه وسلم ظهر لحمله عجائب قال سهل بن عبد الله التستري رضي الله عنه لما أراد الله تعالى خلق محمد صلى الله عليه وسلم في بطن أمه آمنة ليلة رجب وكانت ليلة جمعة أمر رضوان خازن الجنان أن يفتح

ٱلفِرْدَوْسِ وَنَادَى مُنَادٍ فِي ٱلسَّمٰوَاتِ وَٱلْأَرْضِ أَلَا إِنَّ ٱلنُّورَ ٱلْمَخْزُونَ ٱلْمَكْنُونَ ٱلَّذِي يَكُونُ مِنْهُ ٱلنَّبِيُّ ٱلْهَادِي يَسْتَقِرُّ فِي هٰذِهِ ٱللَّيْلَةِ فِي بَطْنِ أُمِّهِ ٱلَّذِي فِيهِ يَتِمُّ خَلْقُهُ وَيَخْرُجُ إِلَى ٱلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَفِي رِوَايَةِ كَعْبِ ٱلْأَحْبَارِ أَنَّهُ نُودِيَ تِلْكَ ٱللَّيْلَةَ فِي ٱلسَّمَاءِ وَصِفَاحِهَا وَٱلْأَرْضِ وَبِقَاعِهَا أَنَّ ٱلنُّورَ ٱلْمَكْنُونَ ٱلَّذِي مِنْهُ رَسُولُ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَقِرُّ ٱللَّيْلَةَ فِي بَطْنِ آمِنَةَ فَيَا طُوبَى لَهَا ثُمَّ يَا طُوبَى * وَأَصْبَحَتْ يَوْمَئِذٍ أَصْنَامُ ٱلدُّنْيَا مَنْكُوسَةً وَكَانَتْ قُرَيْشٌ فِي جَدْبٍ شَدِيدٍ وَضِيقٍ عَظِيمٍ فَٱخْضَرَّتِ ٱلْأَرْضُ وَحَمَلَتِ ٱلْأَشْجَارُ وَأَتَاهُمُ ٱلرِّفْدُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فَسُمِّيَتْ تِلْكَ ٱلسَّنَةُ ٱلَّتِي حُمِلَ فِيهَا بِرَسُولِ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةَ ٱلْفَتْحِ وَٱلْإِبْتِهَاجِ * وَفِي حَدِيثِ ٱبْنِ إِسْحٰقَ أَنَّ آمِنَةَ كَانَتْ تُحَدِّثُ أَنَّهَا أُتِيَتْ حِينَ حَمَلَتْ بِهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهَا إِنَّكِ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ هٰذِهِ ٱلْأُمَّةِ وَقَالَتْ مَا شَعَرْتُ بِأَنِّي حَمَلْتُ بِهِ وَلَا وَجَدْتُ لَهُ ثِقَلًا وَلَا وَحَمًا كَمَا تَجِدُ ٱلنِّسَاءُ إِلَّا أَنِّي أَنْكَرْتُ رَفْعَ حَيْضَتِي وَأَتَانِي آتٍ وَأَنَا بَيْنَ ٱلنَّائِمَةِ وَٱلْيَقْظَانَةِ فَقَالَ هَلْ شَعَرْتِ بِأَنَّكِ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ ٱلْأَنَامِ ثُمَّ أَمْهَلَنِي حَتَّى إِذَا دَنَتْ وِلَادَتِي أَتَانِي فَقَالَ قُولِي :

أُعِيذُهُ بِٱلْوَاحِدِ   مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدِ

ثُمَّ سَمِّيهِ مُحَمَّدًا * وَعَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مِنْ دَلَالَةِ حَمْلِ آمِنَةَ بِرَسُولِ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ كُلَّ دَابَّةٍ لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ ٱللَّيْلَةَ وَقَالَتْ حُمِلَ بِرَسُولِ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَبِّ ٱلْكَعْبَةِ وَهُوَ إِمَامُ ٱلدُّنْيَا وَسِرَاجُ أَهْلِهَا وَلَمْ يَبْقَ سَرِيرٌ لِمَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ ٱلدُّنْيَا إِلَّا أَصْبَحَ مَنْكُوسًا وَفَرَّتْ وُحُوشُ

الْمَشْرِقِ إِلَى وُحُوشِ الْمَغْرِبِ بِالْبِشَارَاتِ وَكَذَلِكَ أَهْلُ الْبِحَارِ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَهُ فِي كُلِّ شَهْرٍ مِنْ شُهُورِ حَمْلِهِ نِدَاءٌ فِي الْأَرْضِ وَنِدَاءٌ فِي السَّمَاءِ أَنْ أَبْشِرُوا فَقَدْ آنَ أَنْ يَظْهَرَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونًا مُبَارَكًا * وَعَنْ غَيْرِهِ لَمْ يَبْقَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ دَارٌ إِلَّا أَشْرَقَتْ وَلَا مَكَانٌ إِلَّا دَخَلَهُ النُّورُ وَلَا دَابَّةٌ إِلَّا نَطَقَتْ * وَعَنْ أَبِي زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنِ عَائِذٍ بَقِيَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ كُمَّلًا لَا تَشْكُو وَجَعًا وَلَا مَغْصًا وَلَا رِيحًا وَلَا مَا يَعْرِضُ لِذَوَاتِ الْحَمْلِ مِنَ النِّسَاءِ وَكَانَتْ تَقُولُ وَاللهِ مَا رَأَيْتُ مِنْ حَمْلٍ هُوَ أَخَفُّ وَلَا أَعْظَمُ بَرَكَةً مِنْهُ * وَلَمَّا تَمَّ لَهَا مِنْ حَمْلِهَا شَهْرَانِ تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ فِي الْمَدِينَةِ عِنْدَ أَخْوَالِهِ بَنِي النَّجَّارِ وَدُفِنَ بِالْأَبْوَاءِ * وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ إِلَهَنَا وَسَيِّدَنَا بَقِيَ نَبِيُّكَ يَتِيمًا فَقَالَ اللهُ تَعَالَى أَنَا لَهُ حَافِظٌ وَنَصِيرٌ * وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قُتَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي وَكَانَ مِنْ أَوْعِيَةِ الْعِلْمِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ وِلَادَةُ آمِنَةَ قَالَ اللهُ تَعَالَى لِلْمَلَائِكَةِ افْتَحُوا أَبْوَابَ السَّمَاءِ كُلَّهَا وَأَبْوَابَ الْجِنَانِ وَأُلْبِسَتِ الشَّمْسُ يَوْمَئِذٍ نُورًا عَظِيمًا وَكَانَ قَدْ أَذِنَ اللهُ تَعَالَى تِلْكَ السَّنَةَ لِنِسَاءِ الدُّنْيَا أَنْ يَحْمِلْنَ ذُكُورًا كَرَامَةً لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ * وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ آمِنَةُ تُحَدِّثُ وَتَقُولُ أَتَانِي آتٍ حِينَ مَرَّ مِنْ حَمْلِي سِتَّةُ أَشْهُرٍ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لِي يَا آمِنَةُ إِنَّكِ حَمَلْتِ بِخَيْرِ الْعَالَمِينَ فَإِذَا وَلَدْتِهِ فَسَمِّيهِ مُحَمَّدًا وَاكْتُمِي شَأْنَكِ قَالَتْ ثُمَّ لَمَّا أَخَذَنِي مَا يَأْخُذُ النِّسَاءَ وَلَمْ يَعْلَمْ بِي أَحَدٌ لَا ذَكَرٌ وَلَا أُنْثَى وَإِنِّي لَوَحِيدَةٌ فِي الْمَنْزِلِ وَعَبْدُ الْمُطَّلِبِ فِي طَوَافِهِ فَسَمِعْتُ وَجْبَةً عَظِيمَةً وَأَمْرًا

عَظِيماً هالَني ثُمَّ رَأَيْتُ كأَنَّ جَناحَ طَيْرٍ أَبيضَ قد مَسَحَ على فُؤادِي فذهبَ عَنِّي الرُّعْبُ وكُلُّ وَجَعٍ أَجِدُهُ ثُمَّ الْتَفَتُّ فإذا أنا بِشَرْبَةٍ بَيْضاءَ فتناولتُها فأصابَني نُورٌ عالٍ ثُمَّ رَأَيْتُ نِسْوَةً كالنَّخْلِ طِوالاً كأَنَّهُنَّ مِنْ بَناتِ عَبْدِ مَنافٍ يُحْدِقْنَ بِي فبينا أنا أَتَعَجَّبُ وأقولُ واغَوْثاهُ مِنْ أَيْنَ عَلِمْنَ بِي فقُلْنَ لِي نَحْنُ آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ومَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرانَ وهؤلاءِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ واشْتَدَّ بِيَ الْأَمْرُ وأنا أَسْمَعُ الْوَجْبَةَ فِي كُلِّ ساعَةٍ أَعْظَمَ وأَهْوَلَ مِمَّا تَقَدَّمَ فبينما أنا كذلكَ إذا بِدِيباجٍ أَبيضَ قد مُدَّ بَيْنَ السَّماءِ والْأَرْضِ وإذا بِقائِلٍ يقولُ خُذُوهُ عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ قالَتْ ورَأَيْتُ رِجالاً قد وَقَفُوا فِي الْهَواءِ بِأَيْدِيهِمْ أَبارِيقُ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ نَظَرْتُ فإذا أنا بِقِطْعَةٍ مِنَ الطَّيْرِ قد غَطَّتْ حُجْرَتِي مَناقِيرُها مِنَ الزُّمُرُّدِ وأَجْنِحَتُها مِنَ الْياقُوتِ فكَشَفَ اللهُ عَنْ بَصَرِي فرَأَيْتُ مَشارِقَ الْأَرْضِ ومَغارِبَها ورَأَيْتُ ثَلاثَةَ أَعْلامٍ مَضْرُوباتٍ عَلَماً بِالْمَشْرِقِ وعَلَماً بِالْمَغْرِبِ وعَلَماً على ظَهْرِ الْكَعْبَةِ فأَخَذَنِي الْمَخاضُ فوَضَعْتُ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ فنَظَرْتُ إِلَيْهِ فإذا هو ساجِدٌ قد رَفَعَ إِصْبَعَيْهِ إلى السَّماءِ كالْمُتَضَرِّعِ الْمُبْتَهِلِ ثُمَّ رَأَيْتُ سَحابَةً بَيْضاءَ قد أَقْبَلَتْ مِنَ السَّماءِ حَتَّى غَشِيَتْهُ فغُيِّبَ عَنِّي فسَمِعْتُ مُنادِياً يُنادِي طُوفُوا بِهِ مَشارِقَ الْأَرْضِ ومَغارِبَها وأَدْخِلُوهُ الْبِحارَ لِيَعْرِفُوهُ بِاسْمِهِ ونَعْتِهِ وصُورَتِهِ ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْهُ فِي أَسْرَعِ وَقْتٍ * ورَوَى الْخَطِيبُ الْبَغْدادِيُّ أَنَّ آمِنَةَ قالَتْ لَمَّا وَضَعْتُهُ عَلَيْهِ الصَّلاةُ والسَّلامُ رَأَيْتُ سَحابَةً عَظِيمَةً لَها نُورٌ أَسْمَعُ فِيها صَهِيلَ الْخَيْلِ وخَفَقانَ الْأَجْنِحَةِ وكَلامَ الرِّجالِ حَتَّى غَشِيَتْهُ وغُيِّبَ عَنِّي فسَمِعْتُ مُنادِياً يُنادِي طُوفُوا بِمُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَمِيعِ الْأَرْضِ وَاعْرِضُوهُ عَلَى كُلِّ رُوحَانِيٍّ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالطُّيُورِ وَالْوُحُوشِ وَأَعْطُوهُ خُلُقَ آدَمَ وَمَعْرِفَةَ شِيثٍ وَشَجَاعَةَ نُوحٍ وَخُلَّةَ إِبْرَاهِيمَ وَلِسَانَ إِسْمَاعِيلَ وَرِضَا إِسْحَقَ وَفَصَاحَةَ صَالِحٍ وَحِكْمَةَ لُوطٍ وَبُشْرَى يَعْقُوبَ وَشِدَّةَ مُوسَى وَصَبْرَ أَيُّوبَ وَطَاعَةَ يُونُسَ وَجِهَادَ يُوشَعَ وَصَوْتَ دَاوُدَ وَحُبَّ دَانِيَالَ وَوَقَارَ إِلْيَاسَ وَعِصْمَةَ يَحْيَى وَزُهْدَ عِيسَى وَاغْمِسُوهُ فِي أَخْلَاقِ النَّبِيِّينَ قَالَتْ ثُمَّ انْجَلَتْ عَنْهُ فَإِذَا بِهِ قَدْ قَبَضَ عَلَى حَرِيرَةٍ خَضْرَاءَ مَطْوِيَّةٍ طَيًّا شَدِيدًا يَنْبُعُ مِنْهَا مَاءٌ وَإِذَا قَائِلٌ يَقُولُ بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا إِلَّا دَخَلَ فِي قَبْضَتِهِ قَالَتْ ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَيْهِ وَإِذَا بِهِ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَرِيحُهُ يَسْطَعُ كَالْمِسْكِ الْأَذْفَرِ وَإِذَا بِثَلَاثَةِ نَفَرٍ فِي يَدِ أَحَدِهِمْ إِبْرِيقٌ مِنْ فِضَّةٍ وَفِي يَدِ الثَّانِي طَسْتٌ مِنْ زُمُرُّدٍ وَفِي يَدِ الثَّالِثِ حَرِيرَةٌ بَيْضَاءُ فَنَشَرَهَا فَأَخْرَجَ مِنْهَا خَاتَمًا تَحَارُ أَبْصَارُ النَّاظِرِينَ دُونَهُ فَغَسَلَهُ مِنْ ذَلِكَ الْإِبْرِيقِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ خَتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِالْخَاتَمِ وَلَفَّهُ بِالْحَرِيرَةِ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَأَدْخَلَهُ بَيْنَ أَجْنِحَتِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَدَّهُ إِلَيَّ * وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا وُلِدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُذُنِهِ رِضْوَانُ خَازِنُ الْجِنَانِ أَبْشِرْ يَا مُحَمَّدُ فَمَا بَقِيَ لِنَبِيٍّ عِلْمٌ إِلَّا وَقَدْ أُعْطِيتَهُ فَأَنْتَ أَكْثَرُهُمْ عِلْمًا وَأَشْجَعُهُمْ قَلْبًا * وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ آمِنَةَ قَالَتْ لَمَّا فُصِلَ مِنِّي تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مَعَهُ نُورٌ أَضَاءَ لَهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ثُمَّ وَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ مُعْتَمِدًا عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ قَبْضَةً مِنَ التُّرَابِ فَقَبَضَهَا وَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ *

وروى الطبراني أنه لما وقع إلى الأرض وقع مقبوضة أصابع يديه مشيراً بالسبابة كالمسبح بها * وروي عن عثمان بن أبي العاص عن أمه فاطمة قالت لما حضرت ولادة رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت البيت حين وقع قد امتلأ نوراً ورأيت النجوم تدنو حتى ظننت أنها ستقع علي * وعن العرباض بن سارية رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إني عبد الله وخاتم النبيين وإن آدم لمنجدل في طينته وسأخبركم عن ذلك إني دعوة أبي إبراهيم وبشارة عيسى ورؤيا أمي التي رأت وكذلك أمهات النبيين يرين * وإن أم رسول الله صلى الله عليه وسلم رأت حين وضعته نوراً أضاءت له قصور الشام وإلى هذا أشار عمه العباس بقوله :

وأنت لما ولدت أشرقت الأر ض وضاءت بنورك الأفق

فنحن في ذلك الضياء وفي النو ر وسبل الرشاد نخترق

وروى ابن سعد أنها ولدته نظيفاً ما به قذر * وفي إضاءة قصور الشام بذلك النور إشارة إلى ما خص الشام من نور نبوته فإنها دار ملكه كما ذكر كعب أن في الكتب السالفة محمد رسول الله مولده بمكة ومهاجره بيثرب وملكه بالشام ولهذا أسري به صلى الله عليه وسلم إلى بيت المقدس كما هاجر قبله إبراهيم عليه السلام إلى الشام وبها ينزل عيسى بن مريم عليه السلام وهي أرض المحشر والمنشر * وروى عبد الرحمن بن عوف عن أمه الشفاء رضي الله عنهما قالت لما ولدت آمنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقع على يدي فاستهل

فَسَمِعْتُ قَائِلاً يَقُولُ رَحِمَكَ اللهُ وَأَضَاءَ لِي مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى بَعْضِ قُصُورِ الرُّومِ. قَالَتْ ثُمَّ أَلْبَسْتُهُ وَأَضْجَعْتُهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ غَشِيَتْنِي ظُلْمَةٌ وَرُعْبٌ وَقَشْعَرِيرَةٌ ثُمَّ غُيِّبَ عَنِّي فَسَمِعْتُ قَائِلاً يَقُولُ أَيْنَ ذَهَبْتَ بِهِ قَالَ إِلَى الْمَشْرِقِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلِ الْحَدِيثُ مِنِّي عَلَى بَالٍ حَتَّى ابْتَعَثَهُ اللهُ فَكُنْتُ فِي أَوَّلِ النَّاسِ إِسْلاَمًا * وَعَنْ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّي لَغُلاَمٌ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ أَوْ ثَمَانٍ أَعْقِلُ مَا رَأَيْتُ وَسَمِعْتُ إِذَا يَهُودِيٌّ يَصْرُخُ ذَاتَ غَدَاةٍ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالُوا وَيْلَكَ مَا لَكَ قَالَ طَلَعَ نَجْمُ أَحْمَدَ الَّذِي وُلِدَ بِهِ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ * وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَهُودِيٌّ قَدْ سَكَنَ بِمَكَّةَ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ هَلْ وُلِدَ فِيكُمُ اللَّيْلَةَ مَوْلُودٌ قَالُوا لاَ نَعْلَمُ قَالَ انْظُرُوا فَإِنَّهُ وُلِدَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ نَبِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عَلاَمَةٌ فَانْصَرَفُوا فَسَأَلُوا فَقِيلَ لَهُمْ قَدْ وُلِدَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ غُلاَمٌ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ مَعَهُمْ إِلَى أُمِّهِ فَأَخْرَجَتْهُ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى الْيَهُودِيُّ الْعَلاَمَةَ خَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ وَقَالَ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَمَا وَاللهِ لَيَسْطُوَنَّ بِكُمْ سَطْوَةً يَخْرُجُ خَبَرُهَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاهُ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ كَمَا فِي فَتْحِ الْبَارِي * وَمِنْ عَجَائِبِ وِلاَدَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رُوِيَ مِنِ ارْتِجَاجِ إِيوَانِ كِسْرَى وَسُقُوطِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ شُرْفَةً مِنْ شُرُفَاتِهِ وَغَيْضِ بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ وَخُمُودِ نَارِ فَارِسَ وَكَانَ لَهَا أَلْفُ عَامٍ لَمْ تَخْمُدْ كَمَا رَوَاهُ كَثِيرُونَ وَمِنْ ذٰلِكَ مَا وَقَعَ مِنْ زِيَادَةِ حِرَاسَةِ

اَلسَّمَاءِ فِي الشُّهُبِ وَقَطَعَ رَصَدِ الشَّيَاطِينِ وَمَنَعَهُمْ مِنَ اسْتِرَاقِ السَّمْعِ * وَوُلِدَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْتُونًا مَسْرُورًا أَيْ مَقْطُوعَ السُّرَّةِ كَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهِ * وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ كَرَامَتِي عَلَى رَبِّي أَنِّي وُلِدْتُ مَخْتُونًا وَلَمْ يَرَ أَحَدٌ سَوْأَتِي * وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي عَامِ وِلَادَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَكْثَرُونَ أَنَّهُ وُلِدَ عَامَ الْفِيلِ وَأَنَّهُ بَعْدَ الْفِيلِ بِخَمْسِينَ يَوْمًا وَأَنَّهُ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ لِثِنْتَيْ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْهُ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ * وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ وُلِدَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَاسْتُنْبِئَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَخَرَجَ مُهَاجِرًا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَرَفَعَ الْحَجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَكَذَا فَتْحُ مَكَّةَ وَنُزُولُ سُورَةِ الْمَائِدَةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ * وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ رَاهِبٌ يُسَمَّى عِيصًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَكَانَ يَقُولُ يُوشِكُ أَنْ يُولَدَ فِيكُمْ يَا أَهْلَ مَكَّةَ مَوْلُودٌ تَدِينُ لَهُ الْعَرَبُ وَيَمْلِكُ الْعَجَمَ هَذَا زَمَانُهُ فَكَانَ لَا يُولَدُ بِمَكَّةَ مَوْلُودٌ إِلَّا وَيَسْأَلُ عَنْهُ فَلَمَّا كَانَ صَبِيحَةَ الْيَوْمِ الَّذِي وُلِدَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ حَتَّى أَتَى عِيصًا فَنَادَاهُ فَأَشْرَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ عِيصًا كُنْ أَبَاهُ فَقَدْ وُلِدَ ذَلِكَ الْمَوْلُودُ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيُبْعَثُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيَمُوتُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ قَالَ وُلِدَ لِي اللَّيْلَةَ مَعَ الصُّبْحِ مَوْلُودٌ قَالَ فَمَا سَمَّيْتَهُ قَالَ مُحَمَّدًا قَالَ وَاللهِ لَقَدْ كُنْتُ أَشْتَهِي أَنْ يَكُونَ هَذَا الْمَوْلُودُ فِيكُمْ أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ بِثَلَاثَةِ خِصَالٍ أَنَّهُ طَلَعَ نَجْمُهُ الْبَارِحَةَ

وأنه ولد اليوم وأن اسمه محمد صلى الله عليه وسلم * ووافق ذلك من الشهور الشمسية نيسان وكان لعشرين مضت منه * وقيل ولد ليلا فعن عائشة رضي الله عنها قالت كان بمكة يهودي يتجر فيها فلما كانت الليلة التي ولد فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا معشر قريش هل ولد فيكم الليلة مولود قالوا لا نعلمه قال ولد الليلة نبي هذه الأمة الأخيرة بين كتفيه علامة فيها شعرات متواترات كأنهن عرف فرس فخرجوا باليهودي حتى أدخلوه على أمه فقالوا أخرجي لنا ابنك فأخرجته وكشفوا عن ظهره فرأى تلك الشامة فوقع اليهودي مغشيا عليه فلما أفاق قالوا ما لك ويلك قال ذهبت والله النبوة من بني إسرائيل رواه الحاكم * وليلة مولده صلى الله عليه وسلم أفضل من ليلة القدر * وولد صلى الله عليه وسلم في مكة في الدار التي كانت لمحمد بن يوسف * وأرضعته صلى الله عليه وسلم ثويبة عتيقة أبي لهب أعتقها حين بشرته بولادته عليه الصلاة والسلام وقد رؤي أبو لهب بعد موته في النوم فقيل له ما حالك فقال في النار إلا أنه خفف عني في كل ليلة اثنين وأمص من بين إصبعي هاتين ماء وأشار برأس إصبعيه وإن ذلك بإعتاقي لثويبة عندما بشرتني بولادة النبي صلى الله عليه وسلم وبإرضاعها له * قال ابن الجزري فإذا كان هذا أبو لهب الكافر الذي نزل القرآن بذمه جوزي بفرحه ليلة مولد النبي صلى الله عليه وسلم فما حال المسلم الموحد من أمته صلى الله عليه وسلم يسر بمولده ويبذل ما تصل إليه قدرته في محبته صلى الله عليه وسلم لعمري إنما يكون

جزاؤُهُ مِنَ اللهِ الكَرِيمِ أَنْ يُدْخِلَهُ بِفَضْلِهِ العَمِيمِ جنَّاتِ النَّعِيمِ وَلَا زَالَ أَهْلُ الإِسْلَامِ يَحْتَفِلُونَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَيَعْمَلُونَ الوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُونَ فِي لَيَالِيهِ بِأَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُونَ السُّرُورَ وَيَزِيدُونَ فِي المَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُونَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الكَرِيمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهِ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيمٍ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِّهِ أَنَّهُ أَمَانٌ فِي ذَٰلِكَ العَامِ وَبُشْرَى عَاجِلَةٌ بِنَيْلِ البُغْيَةِ وَالمَرَامِ فَرَحِمَ اللهُ امْرَأً اتَّخَذَ لَيَالِيَ شَهْرِ مَوْلِدِهِ المُبَارَكِ أَعْيَادًا٭

معلوم ہونا چاہیئے، جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا، تو اس نے اپنے انوار سے حقیقتِ محمدیہ کو پیدا کیا، پھر اس سے علوی اور سفلی دنیائیں پیدا کیں بعدہٗ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعلان فرمایا، اور حضرت آدم حسب فرمودۂ رسولِ کریم روح اور جسم کی درمیانی حالت میں تھے، اس کے بعد حضور اکرم کی حقیقت سے روحوں کے چشمے پھوٹ پڑے۔ اس لحاظ سے آپ تمام اجناسِ خلق سے بہتر جنس ہیں اور تمام موجودات کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ جب وہ زمانہ جس میں حضور اکرم کا نام مخفی چلا آرہا تھا، آپ کے جسم کے وقوع پذیر ہونے اور اس سے ارتباطِ روح تک آپہنچا، تو زمانے کی حکومت ظاہری نام کو منتقل کر دی گئی، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جسم و روح لیے مکمل طور پر ظاہر ہوئے۔ حضور اکرم سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ خدا نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پیشتر مخلوقات کی تقدیریں لکھ دیں اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا اور جو کچھ اس نے ام الکتاب (ذکر) میں تحریر فرمایا، وہ یہ تھا کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عرباض بن ساریہ، حضور اکرم سے راوی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب کہ آدم ابھی تک کیچڑ میں نفخِ روح سے پہلے لیٹے ہوئے تھے۔ میسرۃ الضبی راوی ہیں، میں نے دریافت

کیا، یارسول اللہ! آپ کو کب نبوت عطا ہوئی، فرمایا، جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھا بسیس بن صالح الہمدانی سے روایت ہے، کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ حضور اکرم، انبیاکے سردار کیسے بن گئے، حالانکہ وہ سب سے بعد میں آئے ہیں. فرمایا، جب خدا نے بنی آدم کی پشتوں میں سے اس کی اولاد کو ظاہر کرکے اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کے جواب میں شہادت طلب کی تو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، بلیٰ: اسی بنا پر وہ سب سے آخر میں آکر بھی انبیاکے سردار قرار پائے. یہ شیخ تقی الدین السبکی راوی ہیں. بلاشبہ یہ روایت ہے، کہ خدا نے روحوں کو جسموں سے پہلے پیدا کیا اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے (کُنْتُ نَبِیًّا) مراد آپ کی مقدس روح یا حقیقت ہے. اور ہماری عقلیں حقائق کو سمجھنے سے قاصر ہیں، انہیں صرف خدا جان سکتا ہے، یا وہ شخص جسے خدائی نور کی امداد میسر ہو. پس حقیقت محمدیہ کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آپ کو پیشتر از خلقِ آدم وصف نبوت سے سرفراز فرمایا. جب آپ کی تخلیق ہوئی تو آپ اس وصف کے لیے تیار کھڑے تھے چنانچہ اسی وقت یہ خلعت آپ کو پہنا دیا گیا. آپ پیغمبر ہو گئے اور آپ کا نام عرش پر لکھ دیا گیا اور آپ کی رسالت کا اعلان فرما دیا گیا تاکہ ملائکہ اور باقی مخلوق کو، اللہ کے دربار میں آپ کی قدر و منزلت کا پتہ چل جائے. اسی بنا پر حقیقت محمدیہ اس وقت سے موجود ہے، اگرچہ آپ کا جسم مبارک بعد میں پیدا ہوا. شعبی راوی ہیں، ایک شخص نے دریافت کیا یارسول اللہ! آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا، جب مجھ سے میثاق لیا گیا. تو آدم علیہ السلام ابھی تک روح اور جسم کے درمیان تھے. چنانچہ آپ تخلیق میں اول اور بعثت میں آخر الانبیا ہیں. بعض علما کا قول ہے. کہ نفخ روح سے پیشتر ہی آپ کو بالخصوص آدم کی پشت سے نکالا گیا. کیونکہ نوعِ انسانی کی تخلیق سے مقصود آپ ہی کی ذات تھی آپ ہی انسانیت کی آنکھ، اس کا جوہر اور مرکزی نقطہ ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا نے آدم اور ان کے بعد جس پیغمبر کو بھی بھیجا، اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عہد لیا، کہ اگر آپ کی بعثت اس کی زندگی میں ہوئی تو وہ آپ پر ایمان لائے گا آپ کی مدد کرے گا، اور اپنی قوم سے بھی اس امر کا وعدہ لے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔ نیز یہ مذکور ہے، کہ جب خدا نے ہمارے پیغمبر علیہ التحیۃ والتسلیم کے نور کو پیدا کیا، تو اسے حکم دیا کہ باقی انبیا علیہم السلام کے انوار پر ایک نظر ڈال لے، چنانچہ وہ حیران رہ گئے اور پکار اٹھے، یا اللہ! یہ کس کا نور ہے جسے دیکھ کر ہم چکرا گئے ہیں، فرمایا یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے۔ اگر تم آپ پر ایمان لے آؤ، تو میں تم سب کو نبی بنا دوں گا۔ کہنے لگے، ہم آپ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لاتے ہیں فرمایا، میں اس کا گواہ ہوں، کہنے لگے ہاں یا اللہ۔ چنانچہ یہی وہ شہادت جو مندرجہ ذیل میں مذکور ہے:۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ

شیخ تقی الدین السبکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم کی نبوت اور عظمت شان بالکل واضح ہے۔ مزید برآں اس آیت میں یہ بھی مذکور ہے، کہ اگر آپ ان انبیا کے عہد میں ظہور فرماتے، تو گویا آپ ان کے لیے مبعوث ہوتے اور یوں آپ کی نبوت اور رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک عامۃ الخلق کے لیے قرار پاتی، اور تمام انبیاء اپنی امتوں سمیت آپ کی امت میں شمار ہوتے۔ اور حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیم کا یہ قول کہ میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں، ان لوگوں سے جو آپ کے زمانے سے قیامت تک پیدا ہوں گے مخصوص نہیں ہوگا بلکہ اس سے پیشتر کے زمانے پر بھی حاوی ہوگا اس سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اس قول کی کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس بنا پر رسول اکرم نبی الانبیا ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے، کہ قیامت کے

دن تمام انبیا آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے، اور اسی طرح دنیا میں آپ نے معراج کی رات کو انبیا کی امامت کی۔ اگر حضرات آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام کے عہد میں حضور کی بعثت متحقق ہوتی، تو انبیا اور ان کی امتوں پر فرض ہوتا، کہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی امداد کریں۔ کیونکہ خدا نے اسی بات کا ان سے عہد لیا تھا۔

حضرت کعب الاحبار راوی ہیں، کہ جب اللہ نے رسولِ اکرم کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ تو جبریلؑ کو حکم دیا۔ کہ دنیا سے وہ مٹی اٹھالائے، جسے زمین کا دل۔ اس کی رونق اور اس کا نور کہنا چاہیئے، پس جبریلؑ جنت اور ملائے اعلیٰ کے فرشتوں کی معیت میں زمین پر اترے، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے مقام سے مٹی کی مٹھی اٹھائی، جو سفید اور چمکیلی تھی۔ اور نہرِ تسنیم کے رواں پانی سے گوندھا۔ جو سفید موتی کی طرح بن گئی جس سے زبردست شعاع نکل رہی تھی۔ پھر فرشتوں نے اس مٹی کو۔ لے کر عرش اور کرسی کا طواف کیا۔ اور نیز اسے لیے آسمانوں، زمین۔ پہاڑوں اور سمندروں میں گھومے۔ چنانچہ تمام فرشتوں اور ساری مخلوق کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اوصاف کا علم ہوگیا۔ قبل اس کے آدم علیہ السلام کو اس کا پتہ چلتا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹی مکے میں زمین کے مرکز سے اٹھائی گئی اور کعبے کے مقام پر زمین کو کھودا گیا۔ یوں آپ کائنات کی اصل اور کائنات آپ کی فرع قرار پائی۔ عوارف المعارف کے مصنف راوی ہیں کہ جب پانی سے طوفانی حالت میں لہریں اٹھیں، تو اس نے جھاگ کو مختلف اطراف میں پھینک دیا۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہر اس مقام پر گرا، جہاں مدینے میں آپ کا روضہ مبارک واقع ہے، اور آپ مکیؐ مدنی کہلائے۔ نیز یہ روایت بیان کی جاتی ہے، جب خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو خدا نے انہیں الہام کیا۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا، کہ اے خدا تو نے مجھے ابو محمدؐ کی کنیت سے کیوں یاد

فرمایا۔ کہا، آدم! سر اوپر اٹھاؤ۔ انہوں نے سر اٹھایا، تو نورِ محمدی کو عرش کے پردوں میں چمکتا دیکھا، پوچھا، یہ نور کس کا ہے۔ فرمایا، یہ تمہاری اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے، کہ آسمانوں میں جن کا نام احمد اور زمین پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا، تو میں نہ تجھے پیدا کرتا، اور نہ آسمانوں کو اور نہ زمین کو۔

عبدالرزاق نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے یہ بتایئے، کہ خدا نے تمام اشیائے عالم سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا، فرمایا، اے جابر! خدا نے تمام اشیا سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا، پھر یہ نور حسب منشائے قدرت ادھر ادھر گھومتا رہا، اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت نہ جہنم۔ نہ فرشتے نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند، نہ جن نہ انسان۔ جب خدا نے کائنات کو پیدا کرنا چاہا۔ تو اس نے اس نور کو چار حصوں میں بانٹ دیا۔ پھر قسم اوّل سے لوح، دوسرے سے قلم اور تیسرے سے عرش پیدا کیا۔ بعدہٗ چوتھے جزو کو پھر چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ حصہ اوّل سے عرش کو اٹھانے والے فرشتے دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے بنائے، پھر چوتھے حصے کو چار اجزا میں بانٹا۔ پہلے جزو سے آسمان، دوسرے سے زمینیں۔ تیسرے سے جنت اور جہنم پیدا کیے۔ پھر چوتھے جزو کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کیا۔ پہلے ٹکڑے سے مومنوں کی آنکھوں کا نور، دوسرے سے دلوں کا نور جس سے مراد معرفت الٰہی ہے اور تیسرے سے نورِ محبت جسے توحید (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کہنا چاہیئے۔ بنائی۔ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد سے راوی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پیشتر میرا نور خدا کے حضور میں موجود تھا۔ روایت میں ہے، کہ جب خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا تو میرے نور کو ان کی پشت میں ڈال دیا۔ چنانچہ یہ نور ان کی پیشانی میں یوں چمکتا، کہ تمام انوار

پر چھا جاتا۔ پھر خدا نے اسے تختِ سلطنت پر بٹھایا، اور فرشتوں کے کندھوں پر رکھ کر حکم دیا کہ اسے آسمانوں میں گھمائیں، تاکہ وہ فرشتوں کی دنیا کے عجائبات کا مشاہدہ کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا نے حضرت آدم کو بروز جمعہ بعد از زوال، عصر کے وقت پیدا کیا، پھر ان کی بائیں پسلی سے سوتے وقت ان کی بیوی حضرت حوا کو نکالا، جب وہ بیدار ہوئے، بیوی کو دیکھا، تو دل میں سکون پیدا ہوا، اور ادھر ہاتھ بڑھایا۔ اس پر فرشتے بول اٹھے، آدم ذرا دم لو، کہا کیوں! خدا نے اسے میرے ہی لیے بنایا ہے، فرشتوں نے کہا، ٹھیک ہے، پہلے مہر ادا کرو، پوچھا، کیا ہے اس کا مہر! انہوں نے کہا، حضرت محمد رسول اللہ پر تین دفعہ درود پڑھو، ایک روایت میں ہے بیس دفعہ۔ روایت ہے، کہ جب حضرت آدم جنت سے نکلے تو انہوں نے عرش کے بلند پایوں پر اور نیز جنت میں ہر مقام پر حضرت محمد کے نام کو خدا کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا۔ پوچھا اے خدا! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ فرمایا۔ یہ تمہاری اولاد میں سے ہیں، اگر وہ نہ ہوتے، تو ہم تمہیں بھی پیدا نہ کرتے۔ عرض کیا، اے خدا، اس فرزند کے صدقے میں مجھ پر رحم فرما۔ ندا آئی، اے آدم! اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آسمانوں اور زمین کی شفاعت بھی کرتے، ہم مان لیتے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ کہ جب حضرت آدم سے خطا سرزد ہوئی۔ تو کہا، اے اللہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، کے نام پر درخواست گزار ہوں، اور تو معاف نہیں کر رہا۔ خدا نے پوچھا، آدم تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، کا کیسے پتہ چل گیا، حالانکہ وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ جواب دیا اے خدا جب تو نے مجھے پیدا کیا، اور اپنی روح پھونکی۔ میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر کلمہ طیبہ کو لکھا دیکھا، تو مجھے معلوم ہو گیا، کہ تو اپنے نام کے ساتھ اسی شخص کو جوڑے گا، جو تجھے تمام دنیا سے محبوب تر ہو گا۔ کہا، آدم! تو نے درست کہا، اور چونکہ تو نے اس کے صدقے میں معافی مانگ لی ہے، میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ اگر

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ وہ تیری اولاد میں سے آخری نبی ہوں گے۔ حضرت سلمان کی حدیث میں مذکور ہے، کہ جبرئیل حضورِ اکرم کے پاس پیغام لائے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے تو آپ کو حبیب بناتا ہوں، اور تمام مخلوق میں آپ سے عزیز تر اور کوئی نہیں، میں نے دنیا اور اہلِ دنیا کو اس لیے پیدا کیا ہے تا کہ میں انہیں آپ کی شان و شوکت سے آگاہ کردں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو کیوں بناتا۔

جناب حوا نے حضرت آدم سے بیس باریوں میں چالیس بچے جنے۔ اور ایک بار بہ احترام رسولِ اکرم صرف ایک بچہ جنا، اور یوں آپ کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت شیث علیہ السلام کو منتقل ہوا جنہیں حضرت آدم نے وفات سے پہلے اپنی اولاد کا وصی مقرر کیا، حضرت شیث نے اپنے بیٹے کو حضرت آدم کی وصیت بتائی۔ کہ وہ اس نور کو صرف پاکیزہ عورت کے رحم میں منتقل کرے۔ اسی طرح یہ وصیت نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی چلی آئی، یہاں تک کہ خدا نے اس نور کو جنابِ عبدالمطلب اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ تک پہنچادیا۔ اور اس نسب شریف کو جاہلیت کی گندگی سے بچالیا۔ جیسا کہ صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قابلِ اعتماد روایات میں مذکور ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میری ولادت میں جاہلیت کی گندگی شامل نہیں، اور میری پیدائش نکاح اسلامی کے طفیل ہوئی۔ ہشام ابن محمد الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی، کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانسو دادیوں کی فہرست تیار کی، چنانچہ ان میں نہ تو بدکاری کا نشان ملا اور نہ جاہلیت کی کسی اور ناپسندیدہ حرکت کا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میرے اجداد میں کہیں بھی بر بنائے زنا ملاپ نہیں ہوا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاک و صاف رحموں میں منتقل کرتا چلا آیا۔ جہاں بھی نسل

مختلف شاخوں میں بٹتی، مَیں بہتر شاخ میں ہوتا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ کی (بر فتح فا) تلاوت فرمائی، پھر فرمایا، کہ میرے حسب نسب اور سسرال کے لوگ پاکیزہ ترین افراد ہیں، اور میرے اجداد میں آدم علیہ السلام تک بدکاری کا نام و نشان نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بزبانِ جبرائیل بیان فرمایا کہ مَیں زمین کے مشرق و مغرب میں گھوما، مگر کسی انسان کو بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کسی خاندان کو بنو ہاشم سے بہتر نہیں پایا۔

صحیح بخاری میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے، حضور نے فرمایا، کہ ہر زمانے میں میری بعثت کا تعلق بنی آدم کے بہترین زمانے سے رہا، یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا، جس میں میری بعثت ہوئی۔ واثلہ بن الاسقع سے صحیح مسلم میں روایت ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا نے حضرت اسماعیل کی اولاد سے کنانہ کو، اور کنانہ سے قریش کو، اور قریش سے بنو ہاشم اور بنو ہاشم سے مجھے چنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا۔ اللہ نے بندوں کو پیدا کیا، اور مجھے ان کے بہترین فرقے میں نجیب الطرفین بنایا، پھر اس نے قبائل کا انتخاب کیا، اور مجھے ان کے بہترین خاندان میں پیدا کیا۔ پس میں انفرادی طور پر نیز خاندانی لحاظ سے ان میں سے روحاً و ذاتاً اور نسباً بہتر ہوں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا نے اپنی مخلوق میں سے بنی آدم کو چنا۔ ان میں سے عربوں کو اور عربوں میں سے مجھے انتخاب کیا۔ پس میں منتخب شدہ لوگوں میں بہترین آدمی چلا آرہا ہوں۔ یاد رکھو جس نے عربوں کو اچھا سمجھا اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی۔ اور جس نے انہیں برا جانا، اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ تمہیں

معلوم ہونا چاہیئے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین سے کوئی بھائی یا بہن بہ سلسلۂ ولادت آپ کا شریک نہیں. تاکہ ان کی پاکیزگی آپ کی ذات میں اختتام پذیر اور ان کا سلسلۂ نسب آپ کی ذات پر بند ہو جائے۔ تاکہ آپ اس سلسلے میں مخصوص ہوں. جسے خدا نے نبوت کی غایت اور تمام عظمتوں کی انتہا بنایا تھا. جب تمہیں آپ کے نسب اور مقدس ولادت کی حالت کا علم ہو چکا ہے، تو تمہیں یقین ہو گیا ہوگا، کہ آپ معزز بزرگوں کا جوہر ہیں، اور آپ نبیٔ عربی، ابطحی، حرمی، ہاشمی، قریشی، بنو ہاشم کا خلاصہ اور بہترین عرب خاندانوں کا پسندیدہ انتخاب، نسب میں سب سے عمدہ، حسب میں سب سے اعلیٰ، جن کی لکڑی تر و تازہ اور جن کے سردار بلند بالا ہیں. جس کی جڑیں پاکیزہ اور جس کی اصل معزز ہے، جن کی زبان فصیح، جن کا بیان واضح، جن کے ترازو کا پلڑا جھکا ہوا، جن کا ایمان درست، جن کے افراد معزز اور جن کا خاندان از جانب مادر و پدر مکرم ہے، اور جو اللہ کی پسندیدہ بستیوں کے رہنے والے ہیں۔ آپ ہمارے آقا اور سردار محمد بن عبد اللہ الذبیح بن عبد المطلب ہیں. جن کا نام شیبۃ الحمد بن ہاشم ہے، اور ان کا عمرو بن عبد مناف، ان کا نام مغیرہ بن قصی، ان کا نام مجمع بن کلاب، ان کا نام حکیم بن مرّہ بن کعب (جمعہ کے دن قریش ان کے پاس جمع ہوتے، وہ ان سے خطاب کرتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے تذکرے کے بعد ان کو بتلاتے، کہ ان کی اولاد سے ہوں گے، وہ انہیں حضور نبی کریم کے اتباع اور آپ پر ایمان لانے کی تاکید کرتے)، بن لوئ بن غالب بن فہر (جن کا نام قریش تھا) بن مالک بن نضر (جن کا نام قیس تھا) بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس (روایت ہے، کہ ایام حج کے دوران میں انہیں اپنی پشت سے حضور اکرم کی لبیک کی آواز سنائی دیتی تھی) بن مضر بن نزار (روایت ہے، انہیں نزار اس لیے کہتے تھے، کہ جب وہ پیدا ہوئے، اور ان کے باپ نے نورِ محمدی کو ان کی آنکھوں کے درمیان دیکھا

تو وہ بہت خوش ہوئے اور لوگوں کو دعوت کھلائی۔ کہنے لگے، کہ اس بچے کی عظمت کے پیشِ نظر یہ ضیافت بہت قلیل ہے چنانچہ ان کا نام نزار پڑ گیا) بن معد بن عدنان۔ ابنِ دحیہ راوی ہیں، کہ علما کا اس بات پر اجماع ہے اور اجماعِ امت اس امر کی دلیل ہے، کہ حضور کا انتساب عدنان سے کیا گیا۔ اور سلسلۂ نسب اس سے آگے نہیں بڑھا۔ ابن عباس سے روایت ہے، کہ جب بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نسب کا ذکر کرتے، تو معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھتے، رُک جاتے اور فرماتے، کہ نسب دانوں نے دو تین بار جھوٹ بولا ہے۔ ابنِ عباس راوی ہیں کہ عدنان اور حضرت اسماعیل کے درمیان تیس پشتیں ہیں، جن کا کسی کو علم نہیں۔ کعب الاحبار سے روایت ہے کہ جب نورِ محمدی جنابِ عبد المطلب تک پہنچا اور انہیں پتہ چل گیا، تو ایک دن وہ حجر میں سو گئے، جب جاگے، تو ان کی آنکھوں میں سرمہ تھا، اور بالوں میں تیل اور نہایت عمدہ کپڑوں میں ملبوس تھے، وہ حیران تھے، کہ یہ کس نے کیا۔ انہیں پکڑ کر قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے، انہوں نے مشورہ دیا، کہ ان کا نکاح کر دیا جائے۔ نکاح کر دیا گیا، ان سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اُن کی پیشانی سے عیاں تھا۔ چنانچہ جب کبھی سخت قحط پڑتا، تو قریش انہیں پکڑ کر جبلِ شبیر پر لے جاتے، ان کے وسیلے سے خدا کے قریب ہونے کی سعی کرتے اور بارش کی دعا مانگتے۔ چنانچہ نورِ محمدی کی برکت سے بارش ہو جاتی اور وہ سیراب ہو جاتے۔

اصحابِ فیل:- جب یمن کا فرمانروا ابرہہ کعبے کو گرانے کے لیے آیا اور قریش کو علم ہوا، تو حضرت عبد المطلب نے ان سے کہا، کہ چونکہ اس گھر کا مالک اس کی حفاظت کرے گا، اس لیے اس کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکے گی۔ بعدۂ ابرہہ قریش کے اونٹ اور بکریاں ہانک کر لے گیا۔ ان میں حضرت

عبد المطلب کے چار سو اونٹ بھی شامل تھے۔ حضرت عبد المطلب قریش کو لے کر سوار ہوئے، جب جبلِ ثبیر پر پہنچے، تو رسولِ اکرم کا نور چاند کی طرح ان کی پیشانی پر چمک اٹھا، اور اس کی کرنیں کعبے پر پڑنے لگیں۔ حضرت عبد المطلب نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا، اے قریش! اب لوٹ چلو، کہ اس معاملے میں بس اتنا ہی کافی ہے کیونکہ مجھ سے اس نور کا ظہور اس امر کی دلیل ہے، کہ فتح ہماری ہوگی۔ پس وہ وہاں سے لوٹے اور بکھر گئے۔ پھر ابرہہ نے اپنا ایک قاصد بھیجا، جب وہ مکے میں داخل ہوا، اور حضرت عبد المطلب کے چہرے پر نگاہ ڈالی، تو گھبرا گیا۔ زبان رک گئی، اور غش کھا گیا، اور یوں ڈکارنے لگا، جس طرح بیل ذبح ہوتے وقت ڈکارتا ہے۔ جب ہوش میں آیا، تو حضرت عبد المطلب کے سامنے احتراماً جھک گیا۔ اور کہنے لگا، مَیں شہادت دیتا ہوں، کہ یقیناً آپ قریش کے سردار ہیں۔

یہ بھی مذکور ہے، کہ جب حضرت عبد المطلب ابرہہ سے ملنے گئے، تو ایک سفید عظیم الجثہ ہاتھی نے آپ کے چہرے پر نگاہ ڈالی، تو وہ یوں بیٹھ گیا، جیسے اونٹ بیٹھتا ہے، اور سر زمین پر رکھ دیا۔ پھر خدا نے اسے زبان عطا کی، کہنے لگا، اے عبد المطلب! اس نور پر جو آپ کی پشت میں ہے، سلام ہو۔ جب کعبے کے گرانے کے لیے ابرہہ کا لشکر داخل ہوا، تو ہاتھی بیٹھ گیا۔ اور اسے اٹھانے کے لیے انہوں نے اس کے سر پر زبردست چوٹیں لگائیں۔ مگر اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا جب اس کا رخ یمن کی طرف موڑا گیا تو اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر خدا نے سمندر سے ان پر ابابیل بھیجے۔ ہر جانور کے پاس مسور کے دانے کی طرح تین کنکریاں تھیں۔ ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں، جسے بھی لگتی، وہ مر جاتا۔ چنانچہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور راستوں پر بکھرے پڑے تھے۔ ابرہہ پر ایک ایسی بیماری کا حملہ ہوا، کہ اس کی انگلیاں ایک ایک کر کے جھڑ گئیں۔ اور ان سے گندا مواد، پیپ اور خون بہنے لگ گیا اور جب

مرا تو اس کا دل پھٹ چکا تھا۔ چنانچہ سورۃ الفیل (اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ) میں اسی واقعے کو بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ قصہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف اور ان کی نبوت کی اساس کا ثبوت ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم سے خدائی اعتنا کا جب عربوں کو علم ہوا، تو وہ کمزور پڑ گئے۔ اور انہیں یقین ہو گیا کہ وہ تمام باقی لوگوں سے خدائی حمایت اور ابرہہ کے شر کے ٹل جانے کی وجہ سے اشرف اور افضل ہیں۔ حالانکہ تمام عرب قبائل میں اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی جب حضرت عبدالمطلب سے بلا ٹل گئی، اور ابرہہ ناکام و نامراد واپس ہوا، تو ایک دن وہ حجر میں سوئے ہوئے تھے، تو انہوں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا۔ جاگے تو گھبرائے اور ڈرے ہوئے تھے۔ چنانچہ قریش کے کاہنوں سے اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اگر تمہارا خواب سچا ہوا، تو تمہاری پشت سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا۔ جس پر زمین و آسمان کی ساری مخلوق ایمان لے آئے گی۔ اور وہ انسانوں میں ایک روشن علامت ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے جنابِ فاطمہ سے شادی کر لی، جن سے حضرت عبداللہ الذبیح پیدا ہوئے۔ جن کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔

حضرت عبداللہ کی شادی:-

جب جنابِ عبداللہ اپنے باپ کے ساتھ، ان سو اونٹوں کی قربانی کے بعد (جو ایک خواب کے سلسلے میں جناب عبدالمطلب نے دیکھا تھا، بطور فدیہ دیئے گئے تھے) واپس ہوئے، تو ایک کاہنہ یہودی عورت فاطمہ نامی کے پاس سے، جو ادیانِ سابقہ کی کتب سے واقف بھی، گزرے۔ چونکہ حضرت عبداللہ قریش کے خوبصورت ترین آدمی تھے۔ جب اس نے ان کے چہرے پر نگاہ ڈالی، تو اس نے نورِ نبوت کو ان کے چہرے میں دیکھ لیا۔ اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی، کہ کیوں نہ اس نبی اکرم کو وہ اپنے پیٹ میں لے لے۔ چنانچہ کہنے لگی، کہ اگر تم مجھ سے ابھی جماع کر دو۔ تو میں

تمہیں معاوضۃً اتنے اونٹ دوں گی، جتنے تم ذبح کر کے آئے ہو۔ انہوں نے اسے حسبِ ذیل جواب دیا:۔

أَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهُ وَالْحِلُّ لَا حِلَّ فَاسْتَبِيْنَهُ
فَكَيْفَ بِالْأَمْرِ الَّذِيْ تَبْغِيْنَهُ يَحْمِي الْكَرِيْمُ عِرْضَهُ وَدِيْنَهُ

(ترجمہ) بہرحال حرام (زنا) سے ادھر تو موت کھڑی ہے۔ رہا حلال (نکاح) سو اس کا تو وجود ہی نہیں، تاکہ میں اس کی وضاحت کروں (یعنی عمل پیرا ہوں)۔ پس وہ کام جس کی خواہشمند تو ہے، کس طرح وجود پذیر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہر شریف آدمی اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرتا ہے۔

پھر حضرت عبدالمطلب انہیں لے کر جناب وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس آئے۔ اور وہ ان دنوں بنو زہرہ کا سردار تھا۔ بلند نسب اور معزز۔ چنانچہ اس کی لڑکی جناب آمنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ اور وہ ان دنوں قریش میں نسباً و مرتبۃً بہترین خاتون تھیں۔ پس سوموار کے دن ایام منیٰ میں بہ مقام شعب ابی طالب پر قیام پذیر ہوئے اور اسی دور میں حمل ٹھہر گیا۔ پھر جناب عبداللہ وہاں سے نکلے۔ اور اس عورت کے پاس سے گزرے، جس نے انہیں کل ایک پیشکش کی تھی۔ انہوں نے دریافت کیا، کہ تو نے کل جو پیشکش کی تھی، آج کیوں نہیں کرتی، اس نے جواب دیا۔ کہ کل جو نور تمہاری پیشانی پر نمایاں تھا۔ آج وہ تم سے علیحدہ ہو گیا ہے، اس لیے آج مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ میں اس نور کو اپنے اندر لینا چاہتی تھی، مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا۔ اور اس نے جہاں چاہا اسے رکھ دیا۔

حضورِ اکرم شکمِ مادر میں:۔ جب حضرت آمنہ کو حمل ٹھہر گیا، تو اس کے بعد عجیب واقعات کا ظہور ہوا۔ سہل بن عبداللہ التستری سے روایت ہے۔ کہ جب خدا نے آپ کو ماہِ رجب کی ایک جمعہ کی رات کو بطن آمنہ

میں پیدا کرنا چاہا، تو رضوان کو حکم دیا، کہ بہشت کے دروازے کھول دو، اور زمین و
آسمان میں منادی کرا دو، کہ وہ مخفی نور جس سے نبیٔ ہادی نے پیدا ہونا ہے، آج کی
رات کو اپنی ماں کے رحم میں منتقل ہو رہا ہے، جہاں اس کی تکمیل ہو گی، اور پھر بشیر و
نذیر بن کر دنیا میں ظاہر ہو گا۔ کعب الاحبار کی روایت میں ہے، کہ اس رات کو
آسمان کے کناروں میں اور زمین کے میدانوں میں منادی کی گئی، کہ وہ مخفی نور جس
سے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیدا ہونا ہے، حضرت آمنہ بی بی کے رحم
میں آج کی رات قرار پا رہا ہے، آمنہ کو مبارک ہو۔ اس رات کو دنیا بھر کے بُت
اوندھے ہو گئے۔ ان دنوں قریش سخت قحط میں مبتلا تھے، اور اشیائے خوردنی کی
کمی تھی۔ چنانچہ زمین ہری بھری ہو گئی، درخت پھلوں سے لد گئے۔ اور ہر طرف
سے امداد موصول ہونے لگی۔ چنانچہ یہ مسرت اور شادمانی کا سال قرار پایا۔ ابن اسحاق
سے روایت ہے، جناب آمنہ فرمایا کرتیں، کہ جب آپ میرے پیٹ میں تھے، تو
مجھے بارہا کہا گیا، کہ تمہارے پیٹ میں اس قوم کا سردار ہے۔ نیز وہ کہا کرتی تھیں،
کہ مجھے معلوم ہی نہ ہو سکا، کہ حمل ٹھہر گیا ہے، کیونکہ عام عورتوں کی طرح نہ تو کبھی بوجھ محسوس
ہُوا، اور نہ کوئی اور خواہش ہوئی، ہاں البتہ مجھے حیض آنا رک گیا۔ ایک دن مَیں نیند
اور بیداری کی حالت میں تھی، کہ کسی شخص نے مجھے کہا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے
پیٹ میں انسانوں کے سردار ہیں۔ پھر وہ چلا گیا، جب ولادت کا وقت قریب آیا
تو پھر آیا، کہنے لگا، کہو، "مَیں اسے ہر حاسد کے شر سے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی
ہوں": اور اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جناب آمنہ کے شکم میں حضور اکرم
کے استقرار کی دلیل یہ تھی کہ قریش کے تمام جانور اس رات بولنے لگ گئے، اور
کہنے لگے، کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں کے پیٹ میں منتقل ہو گئے ہیں، اور

جنابِ آمنہ فرمایا کرتی تھیں، کہ جب حمل کے چھ مہینے گزر گئے، تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا، جس نے مجھ سے کہا، آمنہ! تمہارے پیٹ میں جو بچہ ہے، وہ افضل العالمین ہے، جب وہ پیدا ہو، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نام رکھنا اور یہ راز کسی سے نہ کہنا۔ فرماتی تھیں، جب مجھے وہ صورتِ حال پیش آئی، جو عورتوں کو پیش آتی ہے، تو نہ مردوں کو اس حالت کا علم تھا، اور نہ عورتوں کو، میں گھر میں اکیلی تھی اور جنابِ عبدالمطلب طواف کو گئے تھے، تو ایک ایسے زبردست دھماکے کی آواز سنی، کہ میں ڈر گئی، پھر میں نے یوں محسوس کیا، کہ سفید پرندوں نے اپنے بازوؤں سے میرے دل کو چھوا، تو دہشت اور درد کا ملا جاتا رہا۔ پھر میں نے غور کیا، تو مجھے سفید رنگ کا شربت پیش کیا گیا، میں پی گئی، اور میں نے اپنے اندر زبردست خدائی تجلی محسوس کی۔ بعدہٗ میں نے کئی بلند بالا عورتیں، جو عبد مناف کی عورتوں کی طرح تھیں دیکھیں۔ جو مجھے گھیرے ہوئے تھیں۔ دریں حال میں حیران تھی۔ اور واویلا کر رہی تھی کہ انہیں میرے بارے میں کس نے بتایا ہے، وہ کہنے لگیں، کہ ہم میں فلاں خاتون آسیہ زوجۂ فرعون اور فلاں مریم دخترِ عمران ہے، اور باقی بہشت کی حوریں ہیں۔ میری حالت مزید بگڑ گئی، چنانچہ لمحہ بہ لمحہ دھماکوں کی آوازیں آ رہی تھیں، کہ ہر دوسرا دھماکہ پہلے سے زیادہ ہولناک ہوتا۔ میں ابھی اس حال میں تھی۔ کہ سفید ریشمی چادر زمین و آسمان کے درمیان تان دی گئی۔ میں نے ایک شخص کو کہتے سنا۔ لوگوں کی نگاہ آپ پر نہ پڑنے دو، پھر میں نے کچھ لوگوں کو اوپر فضا میں کھڑا دیکھا، جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے تھے۔ پھر میں نے پرندوں کا ایک غول دیکھا، جنہوں نے میرے حجرے کو گھیر لیا، ان کی چونچیں زمرد کی تھیں، اور بازو یاقوت کے تھے۔ اللہ نے میری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا۔ چنانچہ میں نے مشرق و مغرب کا مشاہدہ کیا۔ اور تین جھنڈے گڑے دیکھے۔ ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک کعبے کی چھت پر۔ اس

حال میں مجھے دردِ زہ شروع ہو گیا۔ اور آپ کی ولادت ہوئی، دیکھا، کہ آپ سجدے میں پڑے ہیں، اور آپ نے اپنی انگلیاں یوں آسمان کی طرف اٹھائی ہوئی ہیں، جیسے کوئی عجز و نیاز سے زاری کرتا ہے۔ پھر میں نے آسمان سے سفید بادل آتا دیکھا، جس نے آپ کو ڈھانپ لیا اور میری نگاہوں سے چھپا لیا۔ پھر میں نے سنا، ایک منادی کرنے والا کہہ رہا تھا۔ کہ آپ کو مشرق و مغرب میں ہر طرف گھماؤ، سمندروں میں لے جاؤ، تاکہ آپ کے نام، اوصاف اور شکل و شباہت سے واقف ہو جائیں۔ پھر وہ آپ سے فوراً علیحدہ ہو گئے۔ خطیب بغدادی راوی ہے جناب آمنہ نے فرمایا، کہ جب آپ کی ولادت ہوئی، میں نے ایک بڑا سا بادل دیکھا، جس کی چمک میں میں نے گھوڑوں کا ہنہنانا، پرندوں کی سرسراہٹ اور انسانوں کی گفتگو سُنی۔ پھر میں نے ایک شخص کو منادی کرتے سنا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام دنیا میں لے کر پھراؤ، اور جنوں اور انسانوں کے ہر مقدس فرد اور فرشتوں، پرندوں اور وحشی جانوروں سے روشناس کراؤ، اور آپ کو آدم علیہ السلام کا خُلق، نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی دوستی، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخت گیری حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی طاعت، حضرت یوشع کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی صیانت، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کی وفا، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پرہیزگاری اور حضرت عیسیٰ کا زہد عطا کر دو۔ اور انبیاء کے اخلاق سے سجا دو (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر وہ بادل علیحدہ ہو گیا۔ میں نے دیکھا، کہ آپ نے سبز رنگ کا ایک ریشمی کپڑا جو اچھی طرح لپٹا ہوا تھا، اور جس سے پانی ٹپک رہا تھا۔ مٹھی میں پکڑا ہوا ہے، میں نے آدمی کو کہتے سنا۔

رب کعبہ کی قسم کہ آپ دنیا کے امام اور دنیا والوں کے لیے چراغ ہدایت ہیں اور
بادشاہان عالم کے تخت اوندھے ہو گئے ہیں، اور مشرق کے جنگلی جانور، مغرب
کے جانوروں کو بشارت دینے گئے ہیں، اسی طرح سمندری جانور بھی ایک دوسرے
کو مبارک دے رہے ہیں۔ اور جس مہینے آپ کا حمل قرار پایا تھا، ہر سال اس موقعہ
پر زمین اور آسمان میں منادی کرائی جاتی، بشارت ہوتیں، کہ مقدس اور مبارک
ابوالقاسم کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے، کہ اس رات
کو کوئی گھر ایسا نہ تھا، جو روشن نہ ہوا ہو، کوئی مکان ایسا نہ تھا جس میں نورِ محمدی
داخل نہ ہوا ہو، اور کوئی جانور ایسا نہ تھا، جو بول نہ اٹھا ہو۔ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ
سے روایت ہے، کہ حضورِ اکرم مکمل نو مہینے اپنی والدہ کے شکم میں رہے مگر حضرت آمنہ
نے کسی درد، تنگی یا ریح کی جس سے حاملہ عورتوں کو پالا پڑتا ہے، کبھی شکایت نہیں
کی، اور کہا کرتی تھیں، بخدا میں نے ایسا ہلکا اور برکت والا حمل نہیں دیکھا۔ جب حمل
کے دو مہینے پورے ہو گئے تو حضرت عبداللہ مدینے میں اپنے ننھیال بنی نجار میں وفات
پا گئے، اور ابوا میں دفن ہوئے۔ ابنِ عباس راوی ہیں کہ جب جنابِ عبداللہ فوت
ہو گئے تو فرشتوں نے کہا، اے خدا، تیرا نبی تو یتیم ہو گیا ہے۔ خدا نے کہا، ہم اس
کے نگہبان اور مددگار ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت :- عمرو بن قتیبہ نے اپنے والد سے، جو عالم و فاضل تھا، سنا، کہ حضرت
آمنہ کے وضع حمل کا وقت آیا تو خدا نے فرشتوں سے کہا، کہ آسمانوں اور بہشت کے
دروازے کھول دو۔ اس دن سورج کی روشنی میں زبردست اضافہ کر دیا گیا تھا اور
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تمام دنیا کی عورتوں کو خدا نے حکم دیا کہ اس
سال کے دوران میں سب کے سب لڑکے جنیں۔ ابنِ عباس سے روایت ہے

سبحان اللہ! محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ساری دنیا کو مٹھی میں لے لیا ہے، اور اہلِ دنیا میں سے کوئی بھی چیز ان کی مٹھی سے باہر نہیں رہ گئی۔ پھر میں نے آپ کی طرف نگاہ کی، دیکھا، کہ آپ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں، اور آپ سے خالص کستوری کی خوشبو آرہی ہے، اتنے میں میں نے تین آدمی دیکھے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا تھال اور تیسرے کے پاس سفید ریشمی کپڑا تھا۔ کپڑے کو کھولا، تو اس میں سے ایک ایسی انگوٹھی نکلی، جسے دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتیں۔ اس نے آپ کو لوٹے سے سات مرتبہ نہلایا، آپ کے کندھوں کے درمیان مُہر لگائی، آپ کو ریشمی کپڑے میں لپیٹا، تھوڑی دیر کے لیے اپنے پر دل کے نیچے رکھا اور پھر مجھے واپس کر دیا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ کی ولادت ہوئی۔ تو رضوان نے آپ کے کان میں کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو مبارک ہو۔ انبیا کے تمام علوم آپ کو عطا کیے جا رہے ہیں۔ آپ ان سب سے زیادہ عالم اور زیادہ مضبوط دل والے ہیں۔ جنابِ آمنہ سے روایت ہے، کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، تو آپ کے ساتھ ایسا نور تھا جس سے مشرق و مغرب چمک اٹھے، پھر آپ ہاتھوں کے بل زمین پر تشریف لائے۔ مٹی کی مٹھی بھر لی، اور سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ طبرانی سے روایت ہے، کہ جب زمین پر آئے، تو آپ کی مٹھی بند تھی، اور شہادت کی انگلی اٹھائی ہوئی تھی۔ عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ فاطمہ سے راوی ہیں، کہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو میں نے دیکھا، کہ کمرہ نور سے بھر گیا اور ستارے اتنے قریب آگئے کہ میں سمجھی، کہ وہ مجھ پر گرنے کو ہیں۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا، میں اللہ کا بندہ اور اُس وقت سے خاتم النبیین ہوں، کہ ابھی آدم کیچڑ میں پڑے تھے۔ نیز میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم کی

دُعا حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں، جو اس نے اور انبیا کی ماؤں نے دیکھا تھا۔ جب آپ کی ولادت ہوئی، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے ایسا نور دیکھا، کہ انہوں نے اس کی روشنی میں شام کے محلات دیکھ لیے۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار میں اسی کا ذکر کیا ہے۔

وَ اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ترجمہ (۱) جب آپ کی ولادت ہوئی، زمین چمک اٹھی، اور آسمان کے کنارے جگمگا اٹھے۔

(۲) ہم اسی روشنی اور نور کی بدولت، ہدایت کے راستے پر چلے جا رہے ہیں۔

ابن سعد راوی ہیں، کہ جناب آمنہ نے آپ کو صاف ستھرا جنا، اور آپ کے جسم پر قطعاً کوئی آلائش نہ تھی۔ اور اس نور کی روشنی میں شام کے محلات کے نظارے سے مراد یہ ہے، کہ شام کو آپ کے نورِ نبوت سے خاص تعلق حاصل ہے، کیونکہ وہ آپکا دارالسلطنت تھا۔ جناب کعب کا بیان ہے، کہ کتب سابقہ میں مذکور ہے، کہ مکہ آپ کا مولد، یثرب مقام ہجرت اور شام دارالسلطنت ہو گا۔ اسی وجہ سے حضور معراج کی رات کو بیت المقدس تشریف لے گئے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم ہجرت کر کے شام کو گئے تھے۔ وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا، اور وہیں حشر و نشر برپا ہو گا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی والدہ الشفاء سے راوی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، تو میں نے آپ کو ہاتھوں پر لیا، آپ نے کلمہ طیبہ پڑھا، پھر میں نے ایک شخص کو کہتے سنا: آپ پر خدا کی رحمت ہو۔ پھر مشرق و مغرب تک ساری دنیا چمک اٹھی۔ یہاں تک کہ روم کے بعض محلات میں نے دیکھ لیے، بعدہٗ میں نے آپ کو لپیٹا، اور لٹا دیا۔ اتنے میں مجھے اندھیرے، ڈر اور لرزے

نے آلیا، پھر آپ میرے پہلو سے غائب ہو گئے، مَیں نے ایک شخص کو کہتے سنا۔ تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں لے گئے ہو، کہنے لگے، مشرق کو، یہ واقعہ مدتوں میرے ذہن میں رہا۔ تا آنکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو گئی، اور مَیں اولین اسلام لانے والوں میں سے تھی۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ راوی ہیں، مَیں نو یا دس سال کا لڑکا تھا، جو دیکھتا سنتا تھا اسے سمجھتا تھا۔ ایک دن مَیں نے ایک یہودی کو چلاتے سنا، کہہ رہا تھا۔ ارے یہودیو! وہ اس کے اردگرد جمع ہو گئے، مَیں سن رہا تھا۔ وہ کہنے لگے، ارے تمہیں کیا ہو گیا ہے، کہنے لگا، محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو آج رات پیدا ہوئے ہیں، کا ستارہ نکل آیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ یہودی مکے میں رہتا تھا۔ جس رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، اس نے پوچھا، اے قریش! آیا آج تمہارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے، لوگوں نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں، کہا، کہ اس رات کو اس قوم کا نبی پیدا ہوا ہے اس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہے۔ جاؤ اور دریافت کرو۔ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ بچے کو اس کے پاس اٹھا لائے۔ جب یہودی نے وہ نشان دیکھا، بیہوش ہو کر گر پڑا، ہوش میں آیا تو کہنے لگا، اے قریش! نبوت بنی اسرائیل کے سلسلے سے نکل گئی ہے، بخدا تاہم وہ تمہارا ایسا مقابلہ کریں گے کہ دُنیا بھر کو معلوم ہو جائے گا۔ یعقوب بن سفیان نے بہ سند حسن اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ جیسا کہ فتح الباری میں مذکور ہے۔

آپ کی ولادت کے عجائبات میں سے ایوان کسریٰ کا لرزہ ہونا اس کے چودہ کنگروں کا گرنا، بحیرۂ طبریہ کے پانی کا خشک ہو جانا اور فارس کے آتشکدے کا بجھ جانا شامل ہے جو گزشتہ ایک ہزار برس سے نہیں بجھا تھا۔ اس باب میں اکثر لوگوں کی روایات مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں آسمانوں پر حراست میں اضافہ کر

دیا گیا اور شیطانوں کی تانک جھانک ختم ہو گئی اور کنسوئیاں لینے سے انہیں روک دیا گیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قدرتاً مختون تھے اور آپ کی ناف کٹی ہوئی تھی جیسا کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے، حضورِ اکرم نے فرمایا مجھ پر اللہ کا یہ کرم ہے کہ میں مختون پیدا ہوا، اور کسی نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔

حضورِ اکرم کی ولادت :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سالِ ولادت میں اختلاف ہے، اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آپ عام الفیل کو پیدا ہوئے۔ مگر واقعۂ فیل کے پندرہ دن بعد آپ کی ولادت ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو سوموار کے دن طلوعِ صبح کے قریب واقع ہوئی۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کو پیدا ہوئے۔ اسی دن آپ کو نبوّت ملی۔ اسی دن مکے سے مدینے کو ہجرت کی، اسی دن مدینے میں داخل ہوئے۔ اسی طرح فتح مکہ اور سورۂ مائدہ کا نزول بھی اسی دن ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مرالظہران میں ایک شامی راہب عیص نامی تھا۔ وہ کہا کرتا، اے اہلِ مکہ! جلدی ہی تم میں ایک نبی پیدا ہوگا۔ کہ اہلِ عرب اس کا دین قبول کر لیں گے اور عجم پر اس کی حکومت ہوگی۔ اور یہی اس کا زمانہ ہے چنانچہ جب بھی مکے میں کوئی بچہ پیدا ہوتا، وہ اس کے بارے میں استفسار کرتا جس صبح کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے جناب عبدالمطلب آپ کو لے کر عیص کے پاس آئے اور اسے آواز دی، اس نے باہر جھانکا اور پوچھا، کہ اس کا باپ، کون ہے؟ یہ وہی بچہ ہے، جس کے بارے میں میں آپ سے گفتگو کیا کرتا تھا کہ وہ سوموار کو پیدا ہوگا، اسی دن نبوّت ملے گی اور اسی دن وفات ہوگی۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا یہ بچہ آج ہی صبح کو ہمارے یہاں پیدا ہوا ہے۔ پوچھا، تم نے کیا نام رکھا ہے، کہا محمدؐ،

کہنے لگا، بخدا میری یہی خواہش تھی، کہ یہ بچہ تمہارے خاندان میں پیدا ہو۔ آج ہی اس کا روشن ستارہ نکلا ہے اور آج ہی اس کی پیدائش ہوئی اور اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا ہے۔ شمسی سال کے حساب سے اپریل کا مہینہ تھا اور بیس دن گزر چکے تھے۔ یہ روایت بھی ہے، کہ حضور رات کے وقت پیدا ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مکے میں ایک یہودی تجارت کرتا تھا جب رسولِ اکرم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ولادت کی رات آئی، کہنے لگا، اے قریش! کیا آج تمہارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ کہنے لگے ہمیں تو ابھی تک کوئی پتہ نہیں چلا۔ کہنے لگا، آج رات تمہاری جماعت کا نبی پیدا ہوا ہے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک نشان ہے، جس پر گھنے بال ہیں، جیسا کہ گھوڑے کے بال۔ پس اس یہودی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس لایا گیا۔ کہنے لگا اپنا بچہ ہمیں دکھاؤ، جناب آمنہ نے دکھایا اس نے آپ کی پیٹھ سے کپڑا اٹھایا، وہ نشان دیکھا تو یہودی بیہوش ہو کر گر پڑا، جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا، تجھے کیا ہو گیا تھا؟ کہنے لگا، بخدا نبوت بنی اسرائیل کے خاندان سے نکل گئی ہے۔ حاکم نے اسے روایت کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں اس مکان میں پیدا ہوئے جو محمد بن یوسف کا تھا۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَعْدَادَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ)۔

رضاعت: ابتدا میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ثوبیہ نے جو ابولہب کی آزاد کردہ کنیز تھی، دودھ پلایا۔ جب ابولہب کو آپ کی ولادت کی بشارت ملی، تو اس نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو موت کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا، کیا حال ہے؟ کہنے لگا، آگ میں جل رہا

ہوں۔ ہاں ہر رات مجھے دو دفعہ تھوڑا سا آرام ملتا ہے اور مَیں اپنی ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی پیتا ہوں۔ اس لیے کہ جب ثُوَیبہ نے مجھے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کی خبر دی تھی، تو مَیں نے اسے آزاد کر دیا تھا اور اس نے پھر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دودھ پلایا تھا۔

ابن الجزری کہتے ہیں کہ جب ابولہب ایسے کافر کو، جس کی قرآن پاک میں مذمت کی گئی ہے، آپ کی ولادت کی خوشی کا بدلہ دیا گیا ہے تو اس مسلم توحید پرست کا جو رسولِ اکرم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتا ہے اور حضور کی محبت میں، جو کچھ اسے میسر آتا ہے کرتا ہے ۔ کیا حال ہو گا۔ بخدا خدائے کریم کی طرف سے اس کی جزا یہ ہوگی کہ خدا اسے جنت میں جگہ دے گا اہلِ اسلام ہمیشہ سے حضورِ اقدس کی ولادت کے موقعہ پر محفلیں بپا کرتے ہیں، دعوتیں دیتے ہیں، صدقے کرتے ہیں، خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور آپ کی ولادت کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ خود ان لوگوں پر اپنی رحمت کی بارش برساتا ہے۔ اور یہ بات لوگوں کے تجربے میں آئی ہے کہ ان کا وہ سال امن و امان سے گزرتا ہے۔ اور تمام مقاصد اور خواہشات بہ احسن وجوہ پوری ہوتی ہیں۔ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہ ولادت کی راتوں کے دوران میں بطور عید خوشی منائے۔

"الانوار المحمدیہ" علامہ قسطلانیؒ کی مشہورِ زمانہ کتاب "المواھب اللدنیہ" کی تلخیص ہے جو علامہ نبہانیؒ نے کی۔ ترجمہ پروفیسر غلام ربانی عزیز کا ہے۔

قال العباس بن عبد المطلب يا رسول الله أئذن لى امتدحك . فقال رسول الله ﷺ قل لا يفضض الله فاك فقال :

من قبلها طبت فى الظلال وفى	مستودع حيث يخصف الورق
ثم هبطت البلاد و لا بشر	انت و لا مضغة و لا علق
بل نطفة تركب السنين و قد	الجم نسرا و أهله الغـرق
تنقل من صالب إلى رحـم	اذا مضـى عالم بدا طبق
وردت نار الخليل مكتتما	فى صلبه انت كيف يحترق
حتى احتوى بيتك المهيمن من	خندف علياء تحتهـا النطق
وانت لما ولدت اشرقت الأر	ض و ضاءت بنورك الأفق

فنحن فى ذلك النور فى الضياء

و سبـل الرشاد نختـرق¹

ترجمہ:

- آپ اس سے پہلے سایہ خاص میں بسر کر رہے تھے اور اس منزل محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا
- پھر آپ بستی میں اترے مگر نہ تو ابھی آپ بشری لباس میں تھے' نہ گوشت اور نہ صورت علق میں
- بلکہ وہ آب صافی جو کشتیوں پر سوار تھا جب سیلاب کی موجیں چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے
- صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ پھر جب ایک عالم گزر چکا' مرتبہ حال کا ظہور ہوا
- آپ آتش خلیل (علیہ السلام) میں پوشیدہ اترے۔ آپ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے!
- تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ ہوا جو خندف جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے' جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا
- اور جب آپ جلوہ فرما ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آفاق آپ کے نور سے روشن ہو گئے
- تو اب ہم اسی روشنی اور نور میں ہیں اور ہدایت کی راہیں نکال رہے ہیں۔

المدیح النبوی: ۲۷

(حضرت) عباس بن عبدالمطلب رضی —

بحوالہ زاد المعاد

و لقد احسن ابو محمد عبد الله الشقراطسی حیث قال :

ضاءت لمولده الآفاق و اتصلت بشری الهواتف فی الاشراق والطفل

و صرح کسری تداعی من قواعده و انقض منکسر الأرجاء ذا میل

و نار فارس لم توقد وما خمدت مذ الف عام ونهر القوم لم یسل

خرت لمبعثه الاوثان وانبعثت
ثواقب الشهب ترمی الجن بالشعل[۲]

ترجمہ

۱۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تمام آفاق روشن ہو گئے اور مشرق و مغرب میں ہاتف غیبی کا مژدہ گونجنے لگا

۲۔ کسریٰ کے محل کی بنیادیں لرز گئیں اور اس کے کنگرے ٹوٹ ٹوٹ کر گرے

۳۔ آتش کدہ فارس بجھ گیا حالانکہ اس کی آگ ہزار سال سے نہ بجھی تھی اور دریا کا بہاؤ بند ہو گیا

۴۔ آپ کی جلوہ گری سے بت اوندھے گرے، جن شیاطین کو مار بھگانے کے لیے شہاب ثاقب بھیج دیئے گئے۔

المواہب اللدنیہ

بحوالہ المدیح النبوی ۷

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمۡ

و لله در القائل :

الا بأبی من کان ملکا وسیدا	وآدم بین الماء والطین واقف
فذاك الرسول الابطحی محمد	له فی العلا مجد تلید وطارف
أتی بالزمان فی آخر المــدا	و کان له فی کل عصر مواقف
أتی لانکسار الدهر یجبر صدعه	فاثنت علیه السن و عوارف

اذا رام أمراً لا یکون خلافه

و لیس لذاك الامر فی الکون صارف[1]

---

(۱) ۱۰ زاد المعاد لابن القیم المتوفی ۷۵۱ھ الجلد الثانی المطبعة المصریة ۱۳۹۲ھ ۔

ترجمہ

۱۔ سنو، میرے ماں باپ قربان! وہ فرمانروا اور سردار کون تھے جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے مرحلے میں تھے

۲۔ یہ تو وہی رسول ابطحی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کو قدیم وجدید رفعت میں ہر شرف حاصل ہے

۳۔ وہ آخری زمانہ کے سعادت خیز لمحات میں جلوہ فرما ہوئے حالانکہ انہیں تو ہر زمانے میں مقام و موقف حاصل تھا

۴۔ وہ تشریف لائے کہ ٹوٹے ہوئے زمانے کی شکستگی کو جوڑ دیں۔ زبانیں ان کی تعریف وثنا کے نغمے الاپ رہی ہیں اور عطیات ربانی ان پر نچھاور ہو رہے ہیں

۵۔ جب وہ کسی بات کا ارادہ کر لیتے ہیں تو ان کے خلاف نہیں جاتی، اور پھر کائنات میں اس بات کو کوئی پھیرنے والا نہیں۔

(نامعلوم)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أبان مولده عن طيب عنصره يا طيب مبتدع منه و مختتم

يوم تفرس فيه الفرس انهم قدانذروا بحلول البؤس والنقم

و بات ايوان كسرى و هو منصدع كشمل اصحاب كسرى غير ملتئم

والنار خامدة الأنفاس من اسف عليه والنهر ساهى العين من سدم

و ساء ساوة ان غاضت بحيرتها ورد واردها بالغيظ حين ظمى

كان بالنار ما بالماء من بلل حزنا و بالماء ما بالنار من صرم

والجن تهتف و الأنوار ساطعة فالحق يظهر من معنى و من كلم

عموا و صموا فإعلان البشائر لم تسمع و بارقة الانذار لم تشم

من بعد ما اخبر الأقوام كاهنهم بان دينهم المعوج لم يقم

و بعد ما عاينوا فى الافق من شهب منقضة وفق ما فى الأرض من صنم

امام شرف الدين محمد بن سعيد البوصيری رح

ترجمہ :

ہوگئیں ظاہر ولادت سے سب ان کی خوبیاں   پاک ان کی ابتدا بھی، پاک ان کا مختتم

اہل فارس نے سنی جونہی ولادت کی خبر   ہو گئے وحشت زدہ اور چھا گیا کرب والم

محل کسریٰ گر پڑا اور پارہ پارہ ہو گیا   منتشر سب ہو گئے کسریٰ کے ساتھی ایک دم

آتش فارس نے ٹھنڈی سانس لی افسوس سے   نہر بھی چشموں کو بھولی ازرہ اندوہ و غم

اہل ساوہ تھے پریشاں خشک چشمے دیکھ کر   لوٹتے تھے گھاٹ سے غصہ میں پیاسے پر الم

پانی پانی ہو گئی تھی آگ مارے رنج کے   اور پانی ہو گیا تھا آتشیں از سوز و غم

کی شیاطیں نے فغاں، انوار بھی چمکے وہاں   نور حق روشن ہوا الفاظ و معنی سے بہم

اندھے اور بہرے تھے، سنتے کس طرح خوشخبریاں   اور کیسے دیکھتے تخویف برق از رنج و غم

دی خبر اقوام کے سب کاہنوں نے اس طرح   دین سب باطل ہوئے اور ہو گئے سب کالعدم

بعد ازاں یوں ٹوٹتے تاروں کو دیکھا چرخ سے   اور منہ کے بل گرے سب سرنگوں ہو کر صنم

قال الاستاذ محمد علي العشاری :

نور الجلالة أم سناء الفرقد — أم شع فی الاكوان نور محمد
وسنا النبوة أم سنا شمس الضحى — قدلاح فی ذاك الظلام الاسود
عصر الجهالة فی البلاد مخيم — والعرب قدتاهت به فی فرقد
الروم فی ارض الشام تزلها — و تسومها بتجبر و تشرد
والفرس فی ارض العراق تهينها — بتحكم و تعسف و تشدد
وأدو البنات الطاهرات لجهلهم — خوف الفضيحة اولضيق المورد
الكل يرسف بالقيود جهالة — يقسو القوی علی الضعيف ويعتدی
الظلم يعلو و الحقوق مضاعة — والشعب لاه لايفيق ويهتدی
و الحال اصبح أمره متردیا — لا يرتجى إلا باعظم مرشد
و تضئ آفاق السماء بلحظة — ليفيق كل مغفل أو مفسد
بعث الرسول الی النفوس ينيرها — و يقودها من غيها المتجسد

بعث الرسول المصطفى من ربه
و بدا الی الدنيا كنور سرمدی

ترجمہ:

۱۔ یہ رب ذوالجلال کا نور ہے یا قطبی ستارے کی چمک ' یا کائنات میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نور جھلک رہا ہے

۲۔ یہ نبوت کی تابانی ہے یا چاشت کے وقت آفتاب کی نور افشانی جو گھمبیر اندھیروں میں طلوع ہوا

۳۔ دنیا میں جہالت کی تاریکیاں خیمہ زن تھیں اور عرب تو اس کی انتہا میں بھٹک رہا تھا

۴۔ سرزمین شام کو رومی پامال کر رہے تھے اور جبر و جور سے رسوا کر رہے تھے

۵۔ اور ایرانی سرزمین عراق میں اسے تحکم و تشدد سے ذلیل کر رہے تھے

۶۔ معصوم اور پاکباز بچیوں کو رسوائی ' تنگدستی کے خوف سے اپنی جہالت کی بھینٹ چڑھا کر زندہ درگور کر رہے تھے

۷۔ ہر کوئی جہالت کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ طاقتور کمزور و ناتواں پر زیادتی اور ظلم کے پہاڑ توڑ رہا تھا

۸۔ ظلم کا دور دورہ تھا۔ حقوق پامال کیے جا رہے تھے ' پوری قوم گمراہی میں غرق تھی ' راہ ہدایت نہ پاتی تھی

۹۔ اور حالت یہ تھی کہ وہ ہلاکت و بربادی تک پہنچ چکے تھے اور ایسے میں ہادی اعظم کی ضرورت تھی

۱۰۔ ایک ہی لحظہ میں آسمان کے تمام آفاق روشن روشن ہو گئے کہ غفلت شعار اور فسادی کو اندھیروں سے نکالے

۱۱۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرمایا کہ دلوں کو نور ہدایت سے منور کریں اور گمراہی سے نکالیں

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جناب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے اور دنیا کو ابدی و سرمدی خزانے مل گئے۔

المدیح النبوی:۲۹۔۳۰

بحوالہ مجلۃ التربیۃ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

صلى الله عليه وسلم

قال احمد حسن القضاة :

في يوم مولدك العظيم تلألأت ... آفاق هذا الكون بالأنوار

وتقشعت سحب الظلام عن الدنا ... و ازدانت الاشجار باثمار

لولا وجودك ما ساد الألى ابدا ... و لا السماء تجود بالامطار

ولا الخلائق من عرب ومن عجم ... ذاقوا العدالة والاكرام للجار

يا باعث الخلق بالاسلام من عدم ... نحو الهداية والتوحيد للبارى

كم قائد نحى القيادة جانبا ... لما رآك مكللا بالغار

صلى عليك الله فى ملكوته ... والصالحون وصفوة الاخيار

يا مومنون عليه صلوا تسلموا ... فهو الشفيع بحالك الاخطار

فى يوم مولدك المعطر نرتجى ... شحن النفوس بعاطر التذكار

أنت المنار لكل سالك درب ... بالحق ، و الايمان والاصرار

انت الضياء و لا ضياء بغيره ... أبداً لقومى يا سليل نخار

انت المجاهد فوق كل مجاهد ... و لكم صنعت بسيفك البتار

يا سيدى يا رسول الله معذرة

عجز القريض بمدحى للمختار[١]

(١) ٨٢ مجلة هدى الاسلام الشهرية المملكة الاردنية الهاشمية شهر ربيع الاول ١٣٩٤هـ ١٩٧٤ م.

ترجمہ

۱۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے روز سعید اس کائنات کے تمام آفاق انوار و تجلیات سے جگمگا اٹھے

۲۔ دنیا سے تاریکی کے بادل چھٹ گئے اور درخت پھلوں سے آراستہ ہو گئے

۳۔ اگر آپ جلوہ فرما نہ ہوتے تو پہلے لوگ کبھی سردار نہ بنتے اور نہ آسمان بارش برساتا

۴۔ اور نہ عرب و عجم کے لوگ عدالت سے شادکام ہوتے اور نہ ہمسایہ کی عزت ہوتی

۵۔ اے عدم سے مخلوق کی راہبری اور توحید باری کے لیے اسلام لے کر آنے والے!

۶۔ کتنے ہی قائد اور سالار آپ کی قیادت کو سلامی دے رہے ہیں جب آپ کو غار میں مصروف عبادت پاتے ہیں

۷۔ اللہ تعالیٰ اپنی ملکوت میں اور صلحا اور زمانہ بھر کے بہترین لوگ آپ پر درود بھیجیں

۸۔ اے ایمان والو! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو، سلام بھیجو، تیرہ و تار خطرات میں وہی شفاعت فرمانے والے ہیں

۹۔ آپ کی ولادت کے عطر بیز دن کو ہم دلوں کا کھوٹ اور سیاہی دور کرنے کے لیے آپ کا بہار آفریں ذکر چھیڑتے ہیں

۱۰۔ جادۂ ایمان و حق پر گامزن ہر کسی کے لیے آپ مینارۂ نور ہیں

۱۱۔ اے فخر نسل آدم! آپ ہی روشنی ہیں، آپ کے بغیر میری قوم کے لیے کوئی روشنی نہیں

۱۲۔ آپ ہر مجاہد سے بڑھ کر مجاہد ہیں۔ آپ کو زیبا ہے جو اپنی تیز دھار تلوار سے کریں

۱۳۔ اے میرے آقا، اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیک وسلم) معذرت خواہ ہوں، یہ شعر آپ کی مدح سرائی سے عاجز ہیں، کمتر ہیں۔

المدیح النبوی: ۳۱۰

بحوالہ مجلۃ ہدی الاسلام ربیع الاول ۱۳۹۴

يقول محمد رضا عبد الجبار العانى :

هل الربيع ربيعك الوضاح يامن تطيب بذكره الارواح
يا منقذ الانسان تاه مسيره تيه السفينــة ما لها ملاح
يا خير من وطئ الثرى واديمه فى الخافقين لوائكم لواح
تشتاقكم نفس الحليم و انتم شوق النفوس و عطرها الفواح
غمرت بمولدك المبجل سيدى كل القلوب بيومكم افراح
ولدتك أمك فى ربيع خير بشرى و مكة زانها المصباح
ولدتك اذ ولدتك لكن مادرت ولد الهدى والخير والاصلاح
ولد الهدى غمرتك يا م القرى نفحات ربى نوره الوضاح
وملائك عند السموات العلا هتفت تبشر صوتها صداح
الله اكبر قد أطل على الدنا فيض الاله و خيره يا صاح

الله اكبر قــد أطل محمــد
هو نعمة و مسرة و فــلاح[٢]

ترجمہ

۱۔ اے پیکر دلربا آپ کے ذکر سے روحیں معطر ہیں۔ اے بہار! جان بہار آپ ہیں

۲۔ اے اس راہ بھٹکے انسان کے نجات دہندہ جو بغیر ملاح کشتی کی طرح بھٹکا ہوا ہو

۳۔ اے زمین و آسمان میں سب سے بہتر جلوہ فرما ہونے والے! دونوں جہانوں میں آپ ہی کا پرچم لہرا رہا ہے

۴۔ ہر حلیم کا دل آپ کا مشتاق ہے۔ آپ دلوں کا شوق ہیں۔ خوشبوؤں نے انہیں مہکا رکھا ہے

۵۔ آقا آپ کے عظیم میلاد کے روز تمام دلوں میں خوشیاں ہی خوشیاں رقصاں ہیں

۶۔ آپ کی والدہ محترمہ نے بہار میں آپ کی پیدائش کی بہترین نوید دی۔ شہر مکہ کو آپ کے جلوؤں نے مزین اور آراستہ کیا

۷۔ جب انہوں نے آپ کو جنم دیا تو انہیں معلوم نہ تھا کہ سراپا ہدایت، مجسم بھلائی اور اصلاح پیدا ہو گئے ہیں

۸۔ آپ پیکر ہدایت ہیں۔ اے ام القری! تجھے میرے رب کی رحمتوں اور اس کے انوار و تجلیات نے ڈھانپ لیا ہے

۹۔ آسمان کی بلندیوں پر فرشتے پکار پکار کر آپ کی آمد کی خوشخبری دے رہے ہیں

۱۰۔ اللہ اکبر! اے پکارنے والے اللہ تعالیٰ کا فیض اور خیر دنیا پر جلوہ گر ہو گیا ہے

۱۱۔ اللہ اکبر! جناب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ وہ نعمت پروردگار ہیں۔ باعث شادمانی و فلاح ہیں۔

المدیح النبوی

بحوالہ مجلۃ التربیۃ الاسلامیہ

ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

یقول السید خلیل الابوتیجی :

صبح بدا فانجابت الظلماء — و بنوره قد عمت الاضواء

وتبسم الکون الفسیح مرحباً — و بمدحه قد غرد الشعراء

هذا نداء الحق . . جاء محمد — و برکبه قد غنت الورقاء

و تساءل الکفار ماهذا السناء — و قلوبهم عن رشده عمیاء

و تجمعوا کی یطفئوا نور الهدی — کیما نعم الفتنة الحمقاء

هیهات تخمد للهدایة جذوة — قد اشعلتها عزة شمباء

وغدا الی سبیل الفضیلة داعیاً — فاذا الوجود بأسره إصغاء

واقام من وحی الاله شریعة — قدسیة لا یعتریها فناء

نهج عرفنا الحق من آیاته — لو لاه ظلت محنة و شقاء

نهج محا الظلمات فی غسق الدجی — و به علا فوق الربوع بهاء

بدلت لیل الشرك نورا ساطعا — لو لاه دام اللیل و الظلماء

و محوت ا کان الضلالة کلها — فکسا البریة رحمة و إخاء

وبعثت روح الخیر نبعا صافیا — فروی النفوس الظامئات صفاء

للعالمین أتیت نورا هادیا — و قد استجاب لهدیك السعداء

ترجمہ

۱۔ صبح روشن ہوئی اور تاریکی چھٹی اور آپ کے نور سے روشنی پھیل گئی

۲۔ کائنات مرحبا کی صداؤں سے تبسم کناں تھی شعرا آپ کی مدح و ثنا کے نغمات گانے لگے

۳۔ یہ حق کی صدا تھی۔۔۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رونق افزائے عالم ہو گئے ہیں

۴۔ کفار ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں ' یہ روشنی کیا ہے' یہ چمک کیسی ہے؟ حالانکہ

ان کے دل ہدایت سے عاری ہیں

۵۔ وہ اکٹھے ہو گئے کہ نور ہدایت کو بجھادیں تاکہ فتنہ و فساد عام ہو جائے

۶۔ افسوس! انہوں نے ہدایت کے اس شعلے کو بجھانے کی کوشش کی جس کو اللہ تعالیٰ نے روشن کیا تھا

۷۔ آپ شاہراہ فضیلت کی طرف دعوت دینے لگے تو کائنات نے توجہ سے آپ کی بات کو سنا

۸۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی سے ایک ایسی پاکیزہ شریعت کو استوار کیا جس کو فنا نہیں

۹۔ ایک ایسا طریق اور دستور ہے جس کی آیات سے ہم نے حق کو پہچان لیا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو تکلیف و مشقت ہی رہتی

۱۰۔ ایک ایسا نہج جس نے تاریکیوں کے چھاتے وقت ہی انہیں دور کر دیا اور آپ کے قدوم ناز سے دنیا میں رونقیں آگئیں۔

۱۱۔ آپ نے شرک کی شب دیجور کو چمکتے ہوئے نور سے بدل ڈالا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو رات ہی رات اور تاریکی ہی تاریکی رہتی۔

۱۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضلالت و گمراہی کے تمام ارکان کو مٹا دیا، کائنات کو رحمت اور بھائی چارے کا لباس پہنا دیا

۱۳۔ اے سراپا خیر و برکت! آپ نے ایسا چشمہ صافی جاری فرمایا کہ جس کی صفائی و عمدگی نے پیاسے دلوں کو سیراب کر دیا

۱۴۔ آپ تمام جہانوں کی طرف نور ہدایت لے کر جلوہ گر ہوئے آپ کے پیغام ہدایت کو سعادت مندوں نے قبول کیا

المدیح النبوی: ۳۱۔ ۳۲

بحوالہ رابطہ مارچ ۱۹۷۸ء

صبح الهدی ملأ الوجود سرورا

لمّا بدا وجه الحبیب منیرا

اطلعت یا شهر الربیع مشرفا

قمرا یفوق مع الکمال بدورا

شهر الربیع اتی بمولد احمد

ولقد اتانا بالهناء بشیرا

و ترنّم الاطیار عند ظهوره

فرحا و مال الغصن منه بدور

و اتی النّسیم مبشّرا معطّرا

بقدوم احمد في الانام نذیر

و الحور في غرف الجنان تباشرت

و قفت بمیلاد النبيّ نذورا

لمّا بدا وجه الحبیب تلالات ،

کلّ البقاع و قد نطقن شکورا

و راته امنة یسبّح ساجدا

عند الملاد الی السمآء مشیرا

وانشق ایوان لکسری جهرة

و غدا حزینا في الانام کسیرا

و تساقط الاصنام عند ملاده

و تصعّد الکهّان منه زفیرا

علامہ ابن جوزیؒ

ترجمہ

۱۔ سراپا رشد وہدایت کی صبح نے کائنات کو خوشیوں اور مسرتوں سے لبریز کر دیا جب محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا رخ روشن ظاہر ہوا

۲۔ اے ماہ ربیع الاول تو ایک ایسے چاند کو طلوع کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوا ہے جو اپنے کمالات کی بنا پر چودھویں کے تمام چاندوں سے برتر ہے

۳۔ ماہ ربیع وہ ماہ مبارک ہے جس میں جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور یہ مہینہ ہمارے پاس خوشیوں کی نوید لے کر آیا ہے

۴۔ آپ کی جلوہ گری کے وقت پرندوں نے خوشی کے نغمات گائے اور شاخوں نے جھک کر مرحبا کہا

۵۔ باد نسیم عطر بیزی کرتی ہوئی لوگوں میں جناب احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی آمد کا چرچا کرنے چلی کہ بشیر آئے 'نذیر آئے

۶۔ حوریں محلات جنت میں ایک دوسرے کو خوشخبری دینے لگیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے میلاد سعید کی مانی ہوئی نذریں گزارنے لگیں۔

۷۔ حبیب خدا علیہ التحیہ والثناء کا رخ زیبا رونق افزائے بزم ہوا تو کائنات کا گوشہ گوشہ ان کی طلعتوں کی تابشوں سے منور و تاباں ہو گیا اور سراپا تشکر بن گیا

۸۔ ایوان کسریٰ دھڑام سے گرا اور ریزہ ریزہ ہو گیا

۹۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد پر بت گرے 'ٹوٹ گئے اور کاہن بھی ختم ہو گئے

۱۰۔ آتش پرستوں کی آگ ماند پڑ کر بجھ گئی اور رحمت کا ابر باراں رم جھم برسا

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

بَدَا بَدْرُ الْكَمَالِ عَلَى الْجَمِيعِ   وَأَشْرَقَ نُوْرُ ذِي الْحُسْنِ الْبَدِيعِ

أَضَاءَ الْكَوْنُ يَزْهُوْ فِي ابْتِهَاجٍ   بِمِيلَادِ الْمُكَرَّمِ فِي رَبِيعٍ

وَفَاحَ عَبِيرُ مَوْلِدِهِ كَمِسْكٍ   يَفُوحُ شَذَاهُ مِنْ طِيبِ الصَّنِيعِ

وَعَمَّ الْخَافِقَيْنِ سَنَاهُ ضَوْءًا   يَلُوحُ عَلَى الْوَرَى ضَوْءُ الشَّفِيعِ

قُصُورُ الرُّومِ مَعْ بُصْرَى أَضَاءَتْ   وَأَشْرَقَ فِي الْأَنَامِ سَنَا الرَّفِيعِ

مُحَيًّا مِنْهُ فَاقَ الشَّمْسَ حُسْنًا   مُنِيرًا مُسْفِرًا هَدْيَ الْقَطِيعِ

وَأَصْبَحَ طَالِعُ الْأَوْقَاتِ سَعْدًا   رَبِيعٌ فِي رَبِيعٍ فِي رَبِيعٍ

عَلَيْهِ اللهُ صَلَّى مَا تَغَنَّى   حَمَامٌ فَوْقَ أَغْصَانِ الرَّبِيعِ

وَآلٍ ثُمَّ أَصْحَابٍ وَحِزْبٍ   أُهَيْلِ الْفَضْلِ وَالْقَدْرِ الْمَنِيعِ

وَمَهْمَا قِيلَ مِنْ طَرَبٍ وَمَدْحٍ   صَلَاةُ اللهِ مَوْلَانَا الْبَدِيعِ

علامہ ابنِ جوزی محدّث رح

ترجمہ

۱۔ تمام کائنات پر بدر کمال طلوع ہوا اور صاحب حسن بدیع کا نور چمکا

۲۔ فصل بہار میں اس عظیم میلاد کی وجہ سے کائنات خوشیوں میں جھوم جھوم رہی تھی

۳۔ آپ کی ولادت باسعادت کی مہک پھیل گئی جس طرح اعلیٰ قسم کی کستوری کی مہک پھیل جاتی ہے

۴۔ آپ کے میلاد کی آب و تاب نے مشرق و مغرب کو چمکا دیا' اس شفیع معظم کی ضو بساط عالم پر جلوہ گر ہوئی ہے

۵۔ روم و بصری کے محلات روشن ہو گئے' لوگوں میں عظیم و رفیع ہستی کا اجالا پھیل گیا ہے

۶۔ انہی کی روشنی سے آفتاب کا حسن دوبالا ہے' وہ منور کرنے والا اور مسافر کا رہنما ہے

۷۔ اوقات صبح سعادت خیز بن گئے' اس لیے کہ ان میں سراپا بہار' موسم بہار میں' ربیع الاول میں جلوہ افروز ہو رہے تھے

۸۔ رب ذوالجلال آپ پر اس وقت تک درود بھیجتا رہے جب تک فاختائیں موسم بہار میں درختوں کی شاخوں پر نغمہ سرائی کرتی رہیں

۹۔ اور آپ ؑ کی آل پاک اطہار ؓ' صحابہ کرام ؓ' عظیم المرتبت اور اصحاب فضیلت آپ کے پیروکاروں پر

۱۰۔ جب بھی خوشی و ثناگستری کی جائے تو یہ کہا جائے کہ ہمارے پروردگار کا آپ پر درود ہو' سلام ہو!

ماہنامہ نعت لاہور

۱۹۹۱ء کے خاص نمبر

جنوری	———	شہیدانِ ناموس رسالت (اول)
فروری	———	شہیدانِ ناموس رسالت (دوم)
مارچ	———	شہیدانِ ناموس رسالت (سوم)
اپریل	———	شہیدانِ ناموس رسالت (چہارم)
مئی	———	شہیدانِ ناموس رسالت (پنجم)
جون	———	غریبؔ سہارنپوری کی نعت
جولائی	———	نعتیہ مسدّس
اگست	———	فیضانِ رضاؔ
ستمبر	———	عربی ادب میں ذکرِ میلاد
اکتوبر	———	سراپائے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
نومبر	———	اقبالؒ کی نعت
دسمبر	———	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن

قرآنِ حکیم کی مقدس آیات اور احادیثِ نبوی ؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ اِن کا احترام آپ پر فرض ہے۔ ماہنامہ **نعت** کا ہر صفحہ حضورِ سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے ذکرِ مبارک سے مزیّن ہے۔ لہٰذا ماہنامہ **نعت** کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

ماہنامہ **نعت** لاہور کا فون نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔

نیا فون نمبر: 463684